COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

ناگ کی قبر

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/۷ روپے

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۴۲ بی شاہ عالم مارکیٹ
طابع: تاج دین پرنٹرز آبکاری روڈ لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی تھیوسانگ کی ہوش ربا داستان اور تاریخی ایڈونچرز سفر کی ۱۴۹ ویں قسط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ایک بات میرے بہت سے دوست خط لکھ کر پوچھتے ہیں کہ کیا یہ کہانی سچی ہے؟ میرے دوستو! جب تک میں یہ کہانی لکھ رہا ہوں اور جب تک تم اسے پڑھ رہے ہو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے سوال پوچھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کہانی سے لطف اٹھائیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو مفید معلومات بھی حاصل ہوتی رہیں۔ کہانی سچی ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امید ہے پچھلی کتابوں کی طرح یہ بھی آپ کو ضرور پسند آئے گی۔

تمہارا انکل
اے حمید
۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- خوفناک بلا
- تھیوسانگ چمگادڑ
- ویران محل کی آواز
- ناگ کی قبر
- خونی پرندوں کا غار

خوفناک بلا

خلائی لیڈر دل میں سوچ رہا تھا کہ اِن دونوں خلائی انسانوں یعنی تھیوسانگ اور کیٹی کو کسی طریقے سے یہیں ورغلا کے اپنے خلائی جہاز کی طرف لے جاؤں تاکہ وہاں انہیں موت کے گھاٹ اُتار کر جتنی جلدی ہو سکے ان کے جسم کی ہڈیوں کو پگھلا کہ خوراک حاصل کروں اس نے اوپر سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ آپ لوگ کیا بنا رہے ہیں؟ کیا تیتر کا شکار کرنے کے لیے کوئی مینار بنا رہے ہیں؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کیٹی کی طرف دیکھا۔ کیٹی نے ہنس کر کہا۔

"نہیں شہزادہ صاحب! یہ مچان نہیں بنا رہے۔ بلکہ ——"

کیٹی کو اچانک یاد آیا کہ خلائی جہاز کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ ایک چھوٹا سا مینارہ بنایا جا رہا ہے۔ جہاں سے دشمن کی فوج کو دُور ہی سے دیکھا جا سکے گا۔"

خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا آپ لوگ یہی کام کرتے ہیں؟"

تھیوسانگ کیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا پھر بولا۔

"یہی سمجھ لیں کہ یہی کام کرتے ہیں"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میرا ملک یمن ہے جہاں کا میں شہزادہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی قسم کا مینارہ میں یمن میں بھی بناؤں۔ کیا آپ میرے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟ میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔"

تھیوسانگ اور کیٹی کو بھلا یمن سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ انہوں نے ٹالنے کی غرض سے کہہ دیا کہ یہ مینار مکمل ہو جائے تو پھر وہ اس کے ساتھ یمن چلے جائیں گے۔ لیکن خلائی لیڈر کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"آپ لوگ یہاں کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟"

تھیوسانگ نے اسے بتا دیا کہ وہ شاہی محل میں بادشاہ کے مہمان بن کر رہ رہے ہیں۔ خلائی لیڈر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اچھا۔ تو پھر ملاقات ہوگی۔"

اور خلائی لیڈر واپس محل کی طرف چل دیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"یہ شہزادہ بھی کوئی مسخرہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں کیا پڑی ہے

کہ اس کے ساتھ یمن جائیں۔ ہم تو دو ایک دن میں یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔"

کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس شہزادے کی آنکھوں میں عجیب سی چیز چمک نظر آئی ہے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ ہنس کر بولا۔

"تمام شہزادوں کی آنکھوں میں چمک ہوتی ہے۔ یہ لوگ عیش کرتے ہیں اچھے سے اچھا کھاتے پیتے ہیں۔ پھر آنکھوں میں چمک کیوں نہ آئے۔"

اور تھیوسانگ کام میں لگ گیا۔ کیٹی نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں آج رات نہیں تو کل رات یہاں سے کوچ کر جانا چاہیئے۔ اب ہمیں یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ کل رات نکل چلیں گے۔ میں نے دو نئے گھوڑے پسند کر لیے ہیں۔ شاہی اصطبل میں ہوتے ہیں۔ وہاں سے انہیں کھول کر صحرائیں کی طرف نکل جائیں گے۔"

انہوں نے دوسری رات وہاں سے فرار ہو جانے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ دوسری طرف خلائی لیڈر اس کش مکش میں مبتلا تھا کہ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کیٹی کو آج رات کیسے وہاں سے اغوا کر کے اپنے خلائی جہاز پر لے
جایا جاسکے۔ دوپہر کے بعد خلائی لیڈر نے شہر کی سیر کا بہانہ بنایا اور صحرا
کی طرف نکل گیا۔ پھر وہ ایک چکر لگا کر ان پہاڑیوں میں آگیا جہاں اُن
کا خلائی جہاز تھا۔ خلائی لیڈر نے اپنے دوسرے خلائی قزاقوں کو بتایا
کہ اس نے دونوں خلائی انسانوں کا کھوج لگا لیا ہے۔

"ان میں سے ایک کا نام تھیوسانگ اور دوسری ایک
عورت ہے جس کا نام کیٹی ہے۔ وہ لوگ بادشاہ کے
لیے ایک اونچا مینار تعمیر کر رہے ہیں۔"

ایک خلائی قزاق نے کہا۔

"لیڈر! ہمارے پاس صرف چار دن کی خوراک باقی رہ
گئی ہے۔ اگر اس دوران ہم نے ان دونوں خلائی انسانوں
کی ہڈیوں کا گودا نہ نکالا تو ہمارے لیے چار دن کے بعد زندہ
رہنا ناممکن ہو جائے گا۔"

خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"میں خود اسی ادھیڑبن میں ہوں۔ ہمارے پاس ایسی کوئی
دوا نہیں ہے کوئی گن نہیں ہے کہ جس کی شعاعوں کی مدد سے
ہم دونوں کو بے ہوش کر سکیں۔"

دوسرا خلائی قزاق بولا۔

"لیڈر! کیا ہم انہیں تلوار سے ہلاک نہیں کر سکتے۔ میرا

مطلب ہے ہم ان پر حملہ کر کے قتل بھی کر سکتے ہیں پھر
ہم ان کی لاشوں کو اٹھا کر یہاں لے آئیں گے۔"

خلائی لیڈر نے کہا۔

"میں نے کمپیوٹر کے ذریعے ان کے جسم کے ذرات کا
معائنہ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی بھی
خنجر تلوار سے ہلاک نہیں ہو سکتے۔ زخم فوراً مل جائے
گا۔ صرف آگ ہی ان کو ہلاک کر سکتی ہے۔ اور اگر ہم
انہیں آگ لگاتے ہیں تو ان کی ہڈیوں کا گودا گرم ہو کر ضائع
ہو جائے گا اور ہماری خوراک بننے کے قابل نہیں رہے
گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم انہیں زندہ ہی پکڑ کر یہاں
لائیں۔"

سارے خلائی قزاق کہنے لگے کہ پھر ہم انہیں زبردستی اٹھا
کر لے آتے ہیں۔ آخر وہ دو ہی تو ہیں۔ ان میں سے بھی ایک عورت
ہے۔ خلائی لیڈر کہنے لگا۔

"آخر وہ خلائی مخلوق ہے۔ ہمیں ان کی طاقت کا اندازہ نہیں
نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ——— وہ ہم سے زیادہ
طاقتور ہوں اور ہمیں نہ صرف یہ کہ ناامیدی کا منہ دیکھنا
پڑے بلکہ ہمارا راز بھی کھل جائے اور وہ ہمیشہ کے لیے
ہمارے ہاتھ سے نکل جائیں۔ ہماری زندگی کا اب صرف یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں تھیوسانگ اور کیٹی ہی سنبھال سکتے ہیں۔ ہمیں بڑی عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لینا پڑے گا۔"
ایک خلائی قزاق بولا۔

"مگر لیڈر ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ صرف چار دن باقی ہیں۔ ہمیں جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کرنا ہوگا۔"
خلائی لیڈر نے کہا۔

"میں اسی محل میں رہتا ہوں جہاں وہ دونوں رہتے ہیں۔ میں کل تک ضرور کچھ نہ کچھ کروں گا اب میں جاتا ہوں۔ تم یہاں ہوشیاری سے اور خبردار ہو کر رہنا۔"
یہ کہہ کر خلائی لیڈر واپس محل میں آگیا۔ اس نے شاہ بابل سے کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ جن دو کاریگروں سے اپنے ملک میں محل کے پاس مینار بنوا رہے ہیں۔ وہ بڑے تجربہ کار لگتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم یمن میں بھی ایک ایسا مینار بنوائیں۔"
تھیوسانگ نے بادشاہ کو بتادیا تھا کہ یمن کے شہزادے نے ان سے پوچھا تھا کہ یہ تم لوگ کیا بنا رہے ہو تو میں نے اسے بتایا تھا کہ ایک مینار بنا رہے ہیں۔ تاکہ دشمن کی فوج کو دور سے دیکھا جا سکے۔ بادشاہ نے کہا۔

"کیوں نہیں شہزادے۔ جب یہ دونوں مینار مکمل کر لیں گے تو میں انہیں یمن تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"
خلائی لیڈر بولا۔

"آپ کا شکریہ بادشاہ سلامت۔"
شام کو خلائی لیڈر نے بادشاہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد اپنے مہمان خانے میں آگیا۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ تھیوسانگ کیٹی وہاں سے دو کمرے چھوڑ کر ایک کمرے میں رہتے تھے۔ رات زیادہ نہیں گزری تھی کہ خلائی لیڈر شاہی محل سے نکل کر خلائی جہاز میں اپنے آدمیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اسی وقت ایک بلاک اور ہنگامی بنیادوں پر تھیوسانگ اور کیٹی کو قابو کرنے پر غور و فکر شروع کر دیا۔ کافی دیر سوچ بچار کرنے کے بعد ایک خلائی قزاق نے کہا۔

"لیڈر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ اپنے سیارے کی خلائی لائبریری میں میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا۔ کہ کسی بھی خلائی مخلوق کو بے ہوش کرنے کے لیے کرۂ ارض یعنی زمین کے کسی بھی سانپ کے زہر سے مدد لی جا سکتی ہے۔ کتاب میں لکھا تھا کہ زمینی سانپ کے زہر کے اثر سے خلائی مخلوق کے خون میں ایسی کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خلائی لیڈر نے بڑے جوش سے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔
"تم نے یہ ترکیب پہلے کیوں نہیں بتائی؟ بس اب ہمارا کام ہو گیا سمجھو۔ اب ہم مر نہیں سکیں گے۔ فوراً اس علاقے میں کسی سانپ کو تلاش کرو۔ میں آج رات ہی یہ کام کر ڈالنا چاہتا ہوں۔"
انہوں نے ایک خاص آلے کی مدد سے اندھیرے میں نکل کر باہر میں سانپ کی تلاش شروع کر دی۔ آخر ایک بل کے اندر سانپ مل گیا۔ انہوں نے سانپ کو ایک شیشے کی ٹیوب میں بند کر کے خلائی لیڈر کے حوالے کر دیا۔ جو اسے لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ رات کا وقت تھا۔ چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر بادل چھائے تھے اور کوئی ستارہ نظر نہیں آتا تھا۔ خلائی لیڈر خفیہ دروازے سے محل میں آ گیا۔ پھر وہ راہ داری میں سے گزر کر اس کمرے کے پاس گیا جس کمرے میں تھیوسانگ اور کیٹی ٹھہرے ہوئے تھے۔ خلائی لیڈر نے ٹیوب کا منہ کھول کر دروازے کے سوراخ میں سے سانپ کو کمرے میں داخل کر دیا اور خود اپنے کمرے میں گیا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ بے ہوش تھیوسانگ اور کیٹی کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا کر اپنے خلائی جہاز میں لے جائے گا۔ اس نے اپنے دو آدمیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ صبح ہونے سے پہلے محل کی پچھلی دیوار کے پاس پہنچ جائیں

تھیوسانگ اور کیٹی اپنے اپنے پلنگ پر لیٹے تھے۔ وہ کبھی کبھی کوئی بات کر لیتے تھے۔ کل رات انہوں نے وہاں سے چلے جانے کا منصوبہ بنا لیا ہوا تھا۔ اتنے میں تھیوسانگ کو کچھ سرسراہٹ سنائی دی۔
اس نے کیٹی سے کہا۔
"یہ سرسراہٹ کی آواز کہاں سے آ رہی ہے؟"
کیٹی بھی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سانپ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ناگ دیوتا کی دھیمی دھیمی خوشبو سونگھ لی تھی اور وہ چوکنا ہو گیا تھا۔ جب کیٹی کی نظر سانپ پر پڑی تو اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔
"تم یہاں کہاں سے آ گئے؟"
سانپ نے ایک لڑکی کو اپنی زبان میں بات کرتے سنا تو حیران رہ گیا۔ فوراً سمجھ گیا کہ ان لوگوں کا تعلق ناگ دیوتا سے ہے۔ کہنے لگا۔
"کیا آپ ناگ دیوتا کے خاندان سے ہیں؟"
کیٹی نے کہا۔
"میں کیٹی ہوں۔ ناگ دیوتا کی بہن اور یہ تھیوسانگ ہے ناگ دیوتا کا بھائی۔ لیکن تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"
سانپ نے آداب بجا لا کر کہا۔
"عظیم ناگ دیوتا کی بہن! مجھے ایک آدمی نے تمہارے کمرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بھیجا ہے۔ جس نے شہزادوں ایسا لباس پہنا ہوا
تھا اور جس نے مجھے پٹاری میں پکڑا تھا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے
تھیوسانگ نے پوچھا۔

"کیا یہ شخص پہاڑی میں تمہیں پکڑنے گیا تھا؟ وہاں اس کا کوئی ساتھی بھی تھا؟"

سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے یقین ہے کہ اس شخص نے تمہارے پاس مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تمہیں ڈس دوں۔ جہاں اس کے آدمیوں نے مجھے پکڑا تھا وہاں وہ لوگ ایک کالے سیاہ ٹیلے کے اندر رہتے ہیں۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کیا تم مجھے وہاں لے جا سکتے ہو؟"

سانپ نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ میں ابھی لے جانے کو تیار ہوں۔"

تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا کہ وہ کمرے میں ہی ٹھہرے۔ وہ جا کر معلوم کرتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور اُن کے خلاف یہ خو
سازش شہزادے نے کس لیے تیار کی ہے۔ کیٹی نے کہا کہ
بھی ساتھ جاؤں گی۔ مگر تھیوسانگ کہنے لگا۔

"تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیٹی۔ میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ تم اسی جگہ ٹھہرو۔ میں بہت جلد سب کچھ معلوم کر کے واپس آتا ہوں۔ یہ سازش اس یمن کے شہزادے کی ہے۔ مجھے دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔"

کیٹی ساتھ جانے پر اصرار کر رہی تھی مگر تھیوسانگ نے اِسے
ڑی مشکل سے وہیں ٹھہرے رہنے پر راضی کر لیا اور سانپ کو
ے کر رات کے اندھیرے میں شاہی محل سے نکل کر صحرا کی سنگلاخ
پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ سانپ آگے آگے رینگ رہا تھا۔
تھیوسانگ اندھیرے میں بھی سانپ کو برابر دیکھ رہا تھا۔ سانپ ایک
پہاڑی کے پاس جا کر رُک گیا اور سامنے کالے سیاہ چھوٹے
ے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"ان لوگوں نے مجھے یہاں پکڑا تھا۔"

تھیوسانگ کو کاربانک ایسڈ کی ہلکی ہلکی بُو محسوس ہو رہی تھی۔
خاص قسم کی بُو خلائی جہاز کے ایندھن میں ملی ہوتی ہے۔ تھیوسانگ
کس ہو گیا۔ اس کی نظریں اندھیرے میں پچاس قدم کے فاصلے
موجود سیاہ چھوٹے ٹیلے پر جمی ہوئی تھیں۔ بہت جلد اس کی تیز
لائی نظروں نے اندھیرے میں دیکھ لیا کہ یہ ٹیلہ مصنوعی ہے۔ اور
س کے اندر کوئی دوسری ہی شے پوشیدہ ہے۔ سانپ کو تھیوسانگ
نے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوندھا لیٹ کر آگے بڑھا۔ اب کاربانک گیس میں میتھین گیس کی
بھی شامل ہو گئی تھی۔ تھیوسانگ حیران تھا کہ اس ٹیلے میں ایسی
سی شے ہے۔ جس میں سے یہ بُو آ رہی ہے۔ کیونکہ اس قسم کی بُو م
کسی خلائی جہاز میں سے ہی آ سکتی تھی۔ تھیوسانگ سیاہ ٹیلے ک
قریب پہنچ کر ایک ریت کی ڈھیری کے پیچھے چھپ گیا۔ اب ا
کی نظروں نے سیاہ ٹیلے کو پہچان لیا۔ یہ خاص قسم کا سیاہ دھوا
جو اکثر خلائی جہاز کیموفلاج کرنے کے لیے اپنے پائپ سے خارج
کرتے تھے۔

تو کیا یہ کوئی خلائی جہاز ہے؟

تھیوسانگ کو کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ جلدی
پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دو خلائی قزاق تھے جو خلائی جہاز میں سے نکل کر
اور باہر کھلی ہوا میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔

"اگر لیڈر دونوں خلائی انسانوں کو سانپ کی مدد سے بے ہوش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو ہمارے پاس صرف تین دن کی خوراک ہے۔ اس کے بعد ہماری زندگی کے چراغ گل ہونا شروع ہو جائیں گے۔"

دوسرا کہنے لگا۔

"لیڈر ضرور اپنے مشن میں کامیاب ہوگا۔ وہ سانپ ساتھ لے کر گیا ہے اور اسے محل میں داخل ہونے سے

سے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔ آخر وہ وہاں یمن کا شہزادہ بن کر رہ رہا ہے۔"

پہلا بولا۔

"یہ دونوں خلائی لڑکا اور لڑکی یہاں اس دنیا میں کیسے آ گئے؟"

دوسرے نے کہا۔

"اسی طرح جس طرح ہم آ گئے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی دیکھو کہ جب ہمیں موت سے بچنے کے لیے کسی خلائی انسان کی سخت ضرورت تھی اور اس کے ملنے کی امید بھی نہیں تھی کہ یہ دونوں ہمیں مل گئے۔"

ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ خلائی مخلوق اس سیارے کے رہنے والے ہیں جہاں کے لوگ ہڈیوں کے گودے سے خوراک مائع کی شکل میں حاصل کر کے اس پر زندہ رہتے ہیں۔ ان کی خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے اور اب یہ کسی خلائی انسان کی تلاش میں تھے کہ جس کی ہڈیوں کا گودا حاصل کر کے اس کو خوراک میں تبدیل کر سکیں۔ تھیوسانگ نے اپنے جسم میں ایک جھرجھری سی محسوس کی۔ یہ خلائی مخلوق تو اسے اور کیٹی کو ہلاک کرنے کا منصوبہ تیار کر چکے ہیں۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا۔ جب وہ ان دونوں خلائی آدمیوں سے کافی دور ہو گیا تو اٹھ کر واپس محل کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلنے لگا۔

محل میں آکر اس نے ساری بات کیٹی کو بتا دی۔ کیٹی بھی دنگ رہ گئی۔

"تو کیا یہ خلائی آدمی ہیں؟ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

تھیوسانگ سوچتے ہوئے بولا۔

"ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے وہ کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟" کیٹی نے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے اپنی خاص قوت سے کام لینا ہوگا۔ تم اپنے پلنگ پر یوں لیٹ جاؤ جیسے تمہیں سانپ نے ڈس لیا ہے اور تم بے ہوش ہو چکی ہو۔ میں بھی اسی طرح لیٹ جاتا ہوں۔ خلائی لیڈر صبح ہونے سے پہلے ضرور آئے گا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد دونوں اپنے اپنے پلنگ پر دم سادھ کر لیٹ گئے۔ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد خلائی لیڈر محل کے پچھلے دروازے سے نکل کر محل کی عقبی دیوار کے پاس آیا۔ وہاں اس کے دو خلائی قزاق موجود تھے۔ یہ تھیوسانگ اور کیٹی کو اٹھانے آئے تھے۔ خلائی لیڈر نے انہیں آہستہ سے کہا۔

"میں اپنے شکار کو دیکھنے جاتا ہوں۔ تم میرے پیچھے

پیچھے چلے آؤ۔ خبردار ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو۔"

تینوں خلائی قزاق محل کی اندھیری راہ داری میں سے گزرتے ہوئے اس کمرے کی طرف چلے جہاں تھیوسانگ اور کیٹی موجود تھے۔ خلائی لیڈر نے اپنے دونوں آدمیوں کو باہر ہی کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور خود دروازے کو آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے قریب ہی تھیوسانگ کا پلنگ تھا۔ تھیوسانگ بالکل سیدھا لیٹا تھا۔ جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔ کیٹی بھی اسی طرح بے حس و حرکت لیٹی تھی۔ خلائی لیڈر تھیوسانگ کے پاس آکر اس پر جھکا ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اپنی سیدھی انگلی اُس کے بازو کے ساتھ لگا دی۔ خلائی لیڈر ایک دم سے ہاتھ کے انگوٹھے جتنے سائز کا ہو گیا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے اُٹھ کر اسے اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر اُس نے کیٹی کو ہلا کر بتایا کہ خلائی لیڈر عرف یمن کے شہزادے کو میں نے چھوٹا بنا کر جیب میں قید کر لیا ہے۔ اب میں باہر اس کے ساتھیوں کی خبر لینے جا رہا ہوں۔

"تم اسی جگہ لیٹی رہنا"

تھیوسانگ نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور باہر راہ داری میں نکل آیا۔ یہاں اندھیرا تھا مگر وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ دونوں خلائی قزاق ستون کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ تھیوسانگ نے ان پر چھلانگ لگا دی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے دونوں کی گردنوں کو اپنی سیدھی انگلی سے باری باری چھو دیا۔ دونوں خلائی قزاق بھی انگلی کے چھوتے ہی انگوٹھے جتنے ہو گئے۔ تھیوسانگ نے ان کو بھی اٹھا کر جیب میں بند کر لیا اور کمرے میں آکر کیٹی سے کہا۔

"کوئی کپڑے کی تھیلی نکالو کیٹی۔"

کیٹی نے ایک چھوٹی سی تھیلی الماری میں سے نکال کر دی تھیوسانگ نے تینوں خلائی قزاقوں کو اس تھیلی میں ڈال کر اس کا منہ رسّی سے بند کر دیا۔ اندر سے خلائی قزاقوں کی ہلکی ہلکی کمزور سی آوازیں آ رہی تھیں۔ کیٹی پوچھنے لگی۔

"ان لوگوں کو اب کیا کریں گے ہم؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ابھی خلائی جہاز میں دو تین آدمی اور موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے پوری طرح چھٹکارا حاصل کر لیا جائے تاکہ بعد میں یہ ہم پر دوبارہ حملہ نہ کر سکیں۔ میں خلائی جہاز کی طرف جاتا ہوں۔"

کیٹی بولی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ اب میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گی۔"

کیٹی بھی تھیوسانگ کے ساتھ چل دی۔

خلائی جہاز پر اس وقت صرف تین خلائی قزاق باقی رہ گئے تھے۔ کیٹی اور تھیوسانگ خلائی جہاز سے کچھ فاصلے پر ایک ریت کے تودے کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تم جو سیاہ ٹیلا دیکھ رہی ہو یہ خلائی کیمکلز کا گاڑھا دھواں ہے۔ جس نے خلائی جہاز کو چھپا رکھا ہے۔ باقی خلائی آدمی اس کے اندر ہی ہوں گے۔"

پو پھٹ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دن کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلنے لگی۔ چونکہ آسمان پر بادل چھائے تھے اس لیے آسمان کی روشنی پھیکی پھیکی تھی۔ خلائی جہاز میں باقی جو تین خلائی قزاق تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ان کا لیڈر ابھی تک واپس نہیں آیا تو کچھ پریشان ہو کر خلائی جہاز سے باہر آ گئے۔ انہیں باہر آتے دیکھ کر تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"وہ دیکھو۔ باقی کے لوگ بھی جہاز سے نکل آئے ہیں۔"

کیٹی نے غور سے ان کے لباس کو دیکھا۔ وہ سرگوشی میں بولی۔

"تھیوسانگ! یہ لوگ مجھے خلائی قزاق معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا کام خلا میں سفر کرتے خلائی جہازوں کو لوٹنا اور تباہ کرنا ہے۔ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"فکر نہ کرو۔ ہم ان سے سارے بدلے لے لیں گے۔ تین تو میری تھیلی میں ہیں۔ بہت جلد یہ بھی ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

کیٹی بولی۔

"وہ اِدھر ہی آ رہے ہیں۔"

تھیوسانگ نے کیٹی کا ہاتھ دبا کر کہا۔ "خاموش۔"

تینوں خلائی قزاق ذرا دور ہٹ کر بیٹھ گئے۔ ان کی باتوں کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی مگر تھیوسانگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر ان میں سے دو آدمی اُٹھ کر خلائی جہاز کی طرف چلے گئے۔ شاید اندر سے وہ کچھ لینے گئے تھے۔ وہاں ایک خلائی قزاق اکیلا رہ گیا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"اسے اب میں قابو کر سکتا ہوں۔ تم تھیلی لیے یہیں بیٹھی رہو۔"

یہ کہہ کر تھیوسانگ اُٹھ کر خلائی قزاق کی طرف چلنے لگا۔ وہ زیادہ دور نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اس نے آتے دیکھا تو جیب سے خلائی پستول نکال لیا۔ تھیوسانگ ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"مجھے تمہارے لیڈر نے بھیجا ہے۔ میں تمہارے لیے اس کا ایک خاص پیغام لایا ہوں۔ میں تمہارے لیڈر کا آدمی ہوں اور شاہی محل کا ملازم ہوں۔"

خلائی قزاق نے پوچھا

"کیا کہا ہے لیڈر نے؟"

تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پھر باہر نکالا تو اس کی مٹھی بند تھی۔ حالانکہ مٹھی میں کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا۔

"لیڈر نے یہ تمہارے لیے بھیجا ہے۔"

خلائی قزاق کے ہاتھ میں خلائی گن اسی طرح پکڑی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھا۔ تھیوسانگ نے مٹھی آگے کر دی۔ جونہی خلائی قزاق نے ہاتھ پھیلایا۔ تھیوسانگ نے اس کے ہاتھ سے اپنی انگلی لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی خلائی قزاق ننھا سا انگوٹھا بن کر زمین پر گر پڑا۔ تھیوسانگ نے اسے اُٹھا لیا۔ اس کی خلائی گن جو بہت ہی ننھی سی بن گئی تھی کو اپنی جیب میں ڈالا اور خلائی قزاق کو مٹھی میں بند کر کے بھاگ کر کیٹی کے پاس آیا اور بولا

"چوتھا چوہا بھی میں نے پکڑ لیا ہے۔ اب صرف دو خلائی چوہے باقی رہ گئے ہیں۔ ان کو بھی ابھی قابو کرتا ہوں۔"

کیٹی نے چوتھے خلائی قزاق کو بھی اپنی تھیلی میں ڈال کر بند کر لیا اور کہنے لگی۔

"اب خطرہ ہے تھیوسانگ۔ وہ دونوں خلائی قزاق ہوشیار ہو جائیں گے۔"

تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں انہیں اتنا موقع نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر تھیو سانگ تیزی سے دوسری طرف سے ہو کر خلائی جہاز کے سیاہ دھوئیں میں داخل ہو گیا۔ یہ دھواں بے ضرر تھا۔ تھیو سانگ نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے گول خلائی جہاز کے عقب میں کھڑا ہے۔ وہ ایک دم سے جہاز کی لمبی ٹانگوں کے پیچھے ہو گیا۔ اسے خلائی جہاز کے اندر دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی دھیمی دھیمی آواز آ رہی تھی۔ پھر خلائی جہاز کا دروازہ کھلا اور ایک خلائی قزاق نیچے اُترا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایریل تھا۔ شاید وہ اپنے لیڈر سے ریڈیو سگنل پر رابطہ قائم کرنا چاہتے تھے۔

خلائی قزاق جونہی جہاز کی سیڑھی سے اُتر کر ایک طرف چلنے لگا، تھیو سانگ لپک کر اس کے پاس گیا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا تھیو سانگ نے اس کی گردن پر اپنی انگلی لگا دی۔ یہ بھی ننھا سا بن کر رہ گیا۔

تھیو سانگ نے اسے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اب اس کے اندازے کے مطابق خلائی جہاز میں صرف ایک ہی خلائی قزاق باقی رہ گیا تھا۔ تھیو سانگ ایک طرف ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی جہاز کی سیڑھی پر نمودار ہوا۔ وہ اپنے ساتھی کو آواز دے رہا تھا۔ جب وہ ایک طرف کو بڑھا تو تھیو سانگ پیچھے سے نکل آیا۔ اس

خلائی قزاق کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے پانچ خلائی قزاقوں کا ہو چکا تھا۔ تھیو سانگ لپک کر کیٹی کے پاس گیا۔ اب تھیلی میں چھ خلائی قزاق انگوٹھے جتنے سائز کے ہو کر بند پڑے تھے۔ کیٹی نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے واپس چلے جانا چاہیئے۔"

تھیو سانگ بولا۔

"جب تک ہم خلائی جہاز کی تلاشی نہیں لے لیتے ہیں یہاں سے نہیں جانا چاہیئے۔ کوئی پتہ نہیں کہ اندر کوئی اور خلائی قزاق موجود ہو۔ اگر ایک بھی خلائی قزاق باقی رہا تو ہماری زندگیاں خطرے میں رہیں گی۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی اور تھیو سانگ خلائی جہاز کی طرف بڑھے۔

خلائی جہاز ان کے لیے کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ وہ اس قسم کے خلائی جہازوں میں بہت سفر کر چکے تھے۔ تھیو سانگ تو خلائی جہازوں کا باقاعدہ انجنیئر تھا۔ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتے خاموشی سے خلائی جہاز میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک جدید قسم کا خلائی جہاز تھا۔ جس کا سارا انتظام کمپیوٹر کے ذریعے چلتا تھا۔ تھیو سانگ اس جدید مشینری سے خوب واقف تھا۔ اس لیے اشارے سے کیٹی کو خاموش رہنے کو کہا اور پھر ایک بند کیبن کے پاس جا کر کان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگا کر سننے لگا۔ اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے اندر کوئی شے زور زور سے سانس لے رہی ہے۔ تھیوسانگ نے غور سے سنا۔ اندر سے اب تیز سیٹی کی آواز آنے لگی دروازہ باہر سے بند تھا۔ تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"اندر کوئی شے ہے۔ تم جہاز سے نیچے اُتر جاؤ۔"

کیٹی بولی۔

"کوئی خطرہ مول نہ لینا تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔ کہ وہ اس جہاز کی کسی بھی خطرناک شے کو باقی نہیں رکھنا چاہتا کیونکہ میران کے لیے بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے۔ کیٹی جہاز سے نیچے اُتر گئی۔ تھیوسانگ نے دروازے کو کھول دیا۔ اندر سے ایک بہت بڑے چمگادڑ کی شکل کی ایک بلا شور مچاتی سیٹیاں بجاتی پھوں پھوں کرتی تھیوسانگ کی طرف بڑھی۔

تھیوسانگ چمگادڑ

تھیوسانگ تیزی سے پیچھے پلٹا۔

یہ چمگادڑ کی شکل کی بلا اپنے لمبے لمبے چھتریوں ایسے بازو پھیلاتی تھیوسانگ پر حملہ آور ہوئی۔ تھیوسانگ بھاگ کر کاک پٹ میں آگیا۔ اس نے فوراً جہاز کے سٹارٹر کے بٹن کو دبا دیا۔ جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ چھ خلائی قذاقوں کی تھیلی وہیں کاک پٹ میں ہی پڑی تھی۔ چمگادڑ بلا نے زور سے اپنے پر مار کر کاک پٹ کا شیشہ توڑ دیا۔

تھیوسانگ نے سامنے والی سکرین کو کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ دھڑام سے نیچے ریت پر گر پڑا۔ جہاز کے راکٹ فائر ہو گئے۔ جہاز نے اوپر اُٹھنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ دن کی روشنی میں تھیوسانگ اور کیٹی اسے دیکھنے لگے۔ کیٹی نے گھبرا کر پوچھا۔

"اندر کیا تھا کیبن میں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کچھ نہ پوچھو۔ وہ کوئی خلائی بلا تھی۔"

وہ جہاز کو بلند ہوتا دیکھ رہے تھے۔ جہاز زمین سے ایک ہزار فٹ بلند ہو چکا تھا کہ اچانک انھوں نے دیکھا کہ خلائی جہاز کے ٹوٹے ہوئے شیشے والی کھڑکی میں سے چمگادڑ ایسی خلائی بلا نے باہر چھلانگ لگا دی اور وہ فضا میں اپنے لمبے پر پھیلا کر پرواز کرنے لگی۔ تھیوسانگ نے چلا کر کہا۔

"کیٹی اس پہاڑی کی طرف بھاگو۔ یہ بلا جہاز سے باہر آگئی ہے۔"

خلائی جہاز دیکھتے دیکھتے آسمان کی بلندیوں میں ستارا سا بن گیا۔ اور پھر ایک دھماکے سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گیا۔ مگر اس کی خلائی بلا ابھی تک فضا میں پرواز کر رہی تھی اور اب وہ اس طرف غوطہ لگا کر آرہی تھی جدھر کیٹی اور تھیوسانگ پہاڑی میں چھپے ہوئے تھے۔ کیٹی نے گھبرا کر کہا۔

"یہ بلا کم بخت ہماری طرف آرہی ہے تھیوسانگ۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس غار میں بھاگو۔ یہ ہمیں ہلاک نہیں کر سکتی مگر یہ زمین پر تباہی پھیلا سکتی ہے۔ ہمیں اس کو بھی ختم کرنا ہوگا۔"

کیٹی اور تھیوسانگ بھاگ کر غار میں گھس گئے۔ کیٹی نے کہا۔

"کیا معلوم اس خلائی بلا کا حملہ ہمارے جسموں میں آگ لگا دے۔ یہ خلائی مخلوق ہے۔ اس کے اثر سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہم محتاط رہیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ ابھی ہمیں اس سے چھپنا ہے کیونکہ اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"ممکن ہے وہ ہمارے جسم کی حرارت کے سگنل محسوس کر رہی ہو۔"

تھیوسانگ بولا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اِدھر آؤ۔ اِدھر نیچے تہہ خانہ بنا ہوا ہے۔"

دونوں غار کے اندھیرے تہہ خانے میں جا کر چھپ گئے۔ ان کے کان باہر کی آوازوں پر لگے ہوئے تھے۔ کچھ دیر تک انہیں باہر سیٹیوں کی باریک آوازیں آتی رہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ کیٹی نے کہا۔

"خلائی بلا چلی گئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔

"کیٹی یہ بہت بُری بات ہوئی ہے۔ اس خلائی بلا کو خلائی ہیومانز کے ساتھ ہی تباہ ہو جانا چاہیے تھا۔ اب معلوم نہیں یہ اس دنیا کے لوگوں پر کیا قیامت ڈھائے۔ ہمارا فرض ہو گیا ہے کہ لوگوں کو اس خلائی بلا سے نجات دلائیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہ کہے اور اوپر خلا کی طرف نکل جائے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ابھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال یہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس خلائی بلا نے مجھ پر حملہ ضرور کیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جو سامنے آئے تباہ کرنا چاہتی ہے۔"

کیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے وہ ہمیں اس لیے ہلاک کرنا چاہتی ہو۔ کہ ہم خلائی مخلوق ہیں اور وہ ہمارے خلائی جسموں کے سگنل وہ وصول کر رہی ہو جبکہ دوسرے انسانوں کے جسم سے اس قسم کے سگنل کی لہریں خارج نہیں

ہوتیں۔ چنانچہ ممکن ہے وہ دوسری مخلوق خدا کو کچھ نہ کہے۔

تھیوسانگ نے کہا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ بہرحال ہمیں اس خلائی بلا سے غافل نہیں رہنا ہو گا۔ آؤ اب واپس چلتے ہیں۔ محل میں شاہی نجومی ہمیں نہ پا کر پریشان ہو رہا ہو گا۔"

دونوں غار سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے اوپر آسمان پر نگاہیں دوڑائیں۔ آسمان بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور خلائی بلا کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ کیٹی بولی۔

"ابھی تو وہ بلا دفع ہو گئی ہے۔"

دونوں محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

دن کافی نکل آیا تھا۔ ان دونوں کو نہ پا کر واقعی شاہی نجومی پریشان تھا۔ اسے کیا معلوم کہ وہ خلائی مخلوق کو ——— ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے آ رہے ہیں۔ مگر ایک بلا ابھی تک دنیا کے انسانوں پر خطرہ بن کر منڈلا رہی تھی۔ جس کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا تھیوسانگ نے پختہ عزم کر رکھا تھا۔ شاہی نجومی نے تھیوسانگ سے پوچھا۔

"تم لوگ کہاں چلے گئے تھے؟ بادشاہ سلامت بھی بڑے پریشان تھے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم سیر کرتے صحرا میں راستہ بھول گئے تھے۔"
شاہی نجومی نے ان دونوں کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور بولا۔

"اس خلائی جہاز کی تیاری میں ابھی اور کتنے دن لگ جائیں گے؟ بادشاہ سلامت خلائی سیارے پر حملہ کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"بس دو تین دن کی بات ہے۔ خلائی جہاز تیار ہو گا۔ پھر چاہے خلا کے سارے سیاروں پر حملہ کر دینا۔"
شاہی نجومی بادشاہ کو اطلاع دینے چلا گیا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اکیلے رہ گئے تو کیٹی نے کہا۔
"کیسے احمق لوگ ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ خلا کیا ہے خلا میں موجود سیارے کیا ہیں۔ ان کی مخلوق کیا ہے اور ان پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"
تھیوسانگ خاموش رہا۔ وہ خلائی بلا کی وجہ سے پریشان تھا۔ کہنے لگا۔
"ہمیں کچھ دیر مزید یہاں رک کر دیکھنا ہو گا کہ خلائی بلا یہاں واپس تو نہیں آتی۔"
کیٹی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں تھیوسانگ اب ہم مزید یہاں نہیں رہ سکتے۔ ہمیں ناگ عنبر ماریا کو بھی تو تلاش کرنا ہے۔ آخر ہم یونہی کب تک یہاں پڑے رہیں گے۔ کوئی خلائی بلا اب یہاں نہیں آئے گی۔ ہمیں آج رات ہی یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔"
تھیوسانگ نے سر کھجاتے ہوئے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ دور دور تک چھائے ہوئے تھے۔ اور خلائی بلا کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ آخر اس نے بھی یہی سوچا کہ یہاں سے نکل ہی جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے کیٹی کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ آج ہی رات کو وہ محل سے کوچ کر جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے تھیوسانگ نے شام ہی کو دو گھوڑے لا کر اپنے محل کے پیچھے باغ میں باندھ دیئے تھے۔ رات کو انہوں نے شاہی نجومی کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر سونے کا بہانہ کر کے واپس اپنے محل میں آ گئے۔ تھیوسانگ نے جیب سے ننھی سی خلائی گن نکالی۔ کیٹی کو دکھائی۔ کیٹی نے پوچھا۔
"یہ تم نے کہاں سے حاصل کی تھیوسانگ؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ خلائی لیڈر کی خلائی گن ہے۔ میں نے اسے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اب میں اسے بڑا کرتا ہوں۔ یہ سفر میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے کام آ سکتی ہے۔"

اور تھیوسانگ نے ننھی سی خلائی گن کو اپنی سیدھی انگلی سے چھوا۔ گن عام پستول کے سائز جتنی ہو گئی۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو اس زمانے میں کسی کے پاس نہیں تھی۔ آج سے سات آٹھ ہزار سال پہلے کوئی اس قسم کی خلائی گن کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے خلائی گن کو غور سے دیکھا۔ اس میں سے لیزر کی شعاع نکلتی تھی۔ وہ بولا۔

"یہ گن کم از کم ایک برس تک ہمارے کام آ سکتی ہے۔ اس کے بعد اس میں نئے پرزے کو لگانا پڑے گا۔ جو ظاہر ہے ہم نہیں لگا سکیں گے۔ پھر یہ گن بے کار ہو گی۔ مگر ایک برس تک ہم اس سے خطرے کے وقت کام لے سکتے ہیں۔"

تھیوسانگ اور کیٹی بابل سے فرار ہونے کے لیے بالکل تیار تھے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو وہ کمرے سے نکل کر نیم روشن راہ داری میں سے ہوتے ہوئے محل کے عقبی باغ کی طرف بڑھے۔ باغ میں ان کے گھوڑے موجود تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کا رخ شہر کے دروازے کی طرف کر دیا۔ اس وقت شہر کا دروازہ بند تھا۔ ایک سپاہی وہاں پہرہ دے رہا تھا۔ تھیوسانگ اور کیٹی کو گھوڑوں پر آتے دیکھ کر

سپاہی نے انہیں روک دیا اور پوچھا کہ وہ کون ہیں اور اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں۔ تھیوسانگ بولا۔

"ہم مسافر ہیں۔ بابل سے ملک مصر جا رہے ہیں۔ رات کو سفر کرنا چاہتے ہیں تاکہ سورج نکلنے سے پہلے پہلے کافی سفر طے کر لیں۔"

سپاہی نے کہا۔

"مجھے تمہاری تلاشی لینی ہو گی۔ یا تمہارے پاس کوئی اگر قابلِ اعتراض شے ہے تو خود ہی دکھا دو۔"

تھیوسانگ نے جیب سے خلائی گن نکال کر سپاہی کو دکھائی اور کہا۔

"ہمارے پاس سوائے اس گن کے اور کچھ نہیں ہے۔"

سپاہی گن کو حیرانی سے دیکھنے لگا۔ بولا "یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیٹی تم ہی اسے بتاؤ کہ یہ کیا ہے؟" تھیوسانگ نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیٹی نے سپاہی سے کہا۔

"یہ ایک گن ہے۔ میرا مطلب ہے ایک آلہ ہے۔ جس میں پانی کھینچ کر بھر لیا جاتا ہے اور پیاس لگے تو پی لیتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپاہی خوش ہو کر بولا۔

"پھر یہ گن میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جاؤ۔"

تھیوسانگ بھلا خلائی گن اس احمق کے حوالے کیسے کر سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"بھائی یہ تمہارے کسی کام کی نہیں ہے۔ ہم صحرا میں سفر کرنے والے ہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت پڑے گی یہ ہمارے پاس ہی رہنے دو۔"

سپاہی نے کہا۔

"اگر تم اسے اپنے پاس رکھو گے تو میں تمہیں شہر سے نکلنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

تھیوسانگ نے اپنی خلائی زبان میں کیٹی سے کہا۔

"اب اس سے پیچھا چھڑانا ہی پڑے گا۔"

"یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو؟" سپاہی نے غصے سے کہا۔

تھیوسانگ گھوڑے سے اتر آیا اور بولا۔

"بھائی یہ تمہاری گردن پر کیا ہے؟"

سپاہی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر کہا "کچھ بھی نہیں ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا "مجھے ایک کیڑا رینگتا نظر آ رہا ہے۔ ٹھہرو میں اسے اتارتا ہوں۔ تم ہلنا مت۔ یہ بڑا خطرناک کیڑا ہے۔" اور تھیوسانگ نے

کیڑا اتارنے کے بہانے سپاہی کی گردن پر اپنی سیدھی انگلی رکھ دی۔ سپاہی ایک سیکنڈ میں چھوٹا سا بن کر رہ گیا۔ وہ اچھلنے کودنے اور شور مچانے لگا۔ کیٹی نے کہا۔

"اسے شہر سے باہر لے جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔"

تھیوسانگ نے ننھے سے انگوٹھے جتنے سپاہی کو اٹھا لیا اور بولا۔

"اچھا خیال ہے۔"

تھیوسانگ نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھوڑوں سمیت شہر کے دروازے سے باہر نکل آئے۔ پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر انہیں دوڑاتے ہوئے جب شہر سے کافی دور صحرا میں آ گئے تو تھیوسانگ نے گھوڑا روک لیا اور بولا۔

"اب غریب سپاہی کو آزاد کر دینا چاہیئے۔"

"اچھا خیال ہے۔" کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

تھیوسانگ نے جیب میں سے انگوٹھے جتنے سائز کے سپاہی کو باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔ پھر اس کی گردن سے اپنی سیدھے ہاتھ کی انگلی لگائی تو وہ ایک دم سے پورے مرد کے سائز کا ہو گیا۔ وہ سخت گھبرایا ہوا تھا۔ وہ دہشت بھری نظروں سے کبھی اپنے جسم کو اور کبھی تھیوسانگ کیٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ چیخ مار کر صحرا میں شہر کی طرف اٹھ دوڑا۔ کیٹی اور تھیوسانگ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوڑتے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ خوامخواہ ایک بے قصور انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھگتا سا بنا کر چھوڑ دیا جائے۔

وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور صحرا کی ابر آلود یعنی بادلوں بھری رات میں اپنا سفر شروع کر دیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑوں کی رفتار اور تیز کر دی۔ وہ صبح ہونے سے پہلے پہلے بابل شہر سے کافی دُور نکل جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ ممکن تھا کہ صبح انہیں غائب پا کر بادشاہ کے سپاہی اِن کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔ تھیوسانگ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا کسی وقت تشویش کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ اسے خلائی بلا کا برابر خطرہ لگا ہوا تھا۔ مگر ابھی تک وہ ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ بابل سے ملک یونان بہت دُور تھا۔ اس حقیقت کا تھیوسانگ اور کیٹی دونوں کو احساس تھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی کہ انہوں نے ایک جگہ ویران پہاڑیوں میں گھوڑوں کو روک لیا۔ یہاں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ انہوں نے گھوڑوں کو پانی پلایا۔ کیٹی نے کچھ سوچتے ہوئے تھیوسانگ سے کہا۔

"تھیوسانگ میرا نہیں خیال کہ عنبر ناگ ماریا ہمیں ملک یونان میں ملیں۔ ویسے بھی یہ ملک یہاں سے بہت دور ہے اور ہمیں سمندری جہاز میں بھی سفر کرنا پڑے گا۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"پھر تم کیا مشورہ دیتی ہو؟"

کیٹی نے کہا۔

"میرا تو دل کہتا ہے کہ ہمیں افریقہ کی طرف رُخ کرنا چاہیئے بہت ممکن ہے کہ افریقہ میں ہماری عنبر ناگ ماریا سے ملاقات ہو جائے۔"

تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"مجھے تمہارے دل پر اعتبار ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم یونان کی بجائے افریقہ کی طرف چلتے ہیں افریقہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اگر ہم اسی طرح سفر کرتے رہے تو کل رات افریقہ کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔"

گھوڑے پانی وغیرہ پی کر پھر سے تازہ دم ہو گئے تھے۔ وہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ کیٹی نے کہا۔

"دیکھو وہ خلائی بلا ابھی تک نمودار نہیں ہوئی۔ اب وہ کبھی نہیں آئے گی۔ وہ ضرور خلا کی طرف نکل گئی ہے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"وہ خلا کی طرف نہیں جا سکتی کیٹی۔ خلا میں وہ صرف خلائی جہاز کے اندر رہ کر ہی سفر کر سکتی ہے۔ باہر کھلی فضا میں وہ خلا میں پہنچتے ہی پھٹ جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کہنے لگی۔

"بہر حال خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک تو اُس سے نجات مل چکی ہے۔ آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب تو ہمارے پاس خلائی گن بھی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ تمہیں پہلے اس کا خیال نہیں آیا۔ یہ گن تو اس وقت بھی تمہاری جیب میں تھی جب خلائی بلا نے پہاڑیوں میں ہمارا پیچھا کیا تھا"

تھیوسانگ بولا۔

"خیال ہی نہیں آیا۔ اصل میں خلائی بلا اس قدر اچانک نمودار ہوئی تھی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکا"

اس طرح باتیں کرتے وہ ساری رات سفر کرتے رہے۔ صبح ہو گئی۔ صحرا میں آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی۔ بادل چھٹ گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں دھوپ چمکنے لگی اور سارا صحرا روشن ہو گیا۔ گرمی بڑھنے لگی تھی مگر کیٹی اور تھیوسانگ کو نہ تو گرمی لگتی تھی اور نہ انہیں تھکن ہی ہوتی تھی۔ البتہ اِن کے گھوڑے ضرور تھک گئے تھے۔ اور انہیں بھوک بھی لگی تھی لیکن وہاں دُور دُور تک پانی اور گھاس کا نشان تک نہ تھا۔

وہ تین چار کوس ہی گئے ہوں گے کہ انہیں ایک جگہ درختوں کا جھنڈ نظر آیا۔ یہ کوئی نخلستان تھا جہاں ایک ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہہ

رہا تھا۔ اور وہاں ہری بھری جھاڑیاں بھی تھیں۔ انہوں نے وہاں گھوڑوں کو چرنے اور پانی پینے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ فضا میں سیٹی کی آوازیں گونجنے لگیں۔ تھیوسانگ نے چونک کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور کیٹی سے کہا۔

"کیٹی! یہ خلائی چمگادڑ کی آواز ہے۔ درختوں کے نیچے چھپ جاؤ"

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک دم سے خلائی چمگادڑ اپنے بڑے بڑے پروں کو پھیلاتے اِن کے سروں کے اوپر آ گیا۔ تھیوسانگ کو اور کچھ نہ سوجھا۔ اس نے خلائی گن سے اس پر فائر کر دیا۔ ایک دھماکے کے ساتھ خلائی چمگادڑ کے جسم میں آگ لگ گئی۔ اس کے حلق سے ایک تیز اور بھیانک چیخ بلند ہوئی اور وہ تھیوسانگ کے اوپر آن گرا۔ تھیوسانگ اپنی جگہ سے اچھلا۔ کیٹی کی چیخ نکل گئی۔ خلائی گن اس کے ہاتھ سے اچھل کر دُور جا گری۔ کیٹی تھیوسانگ کو بچانے دوڑی مگر وہ وہاں آگ کے شعلے ہی شعلے تھے۔ خلائی چمگادڑ کا جسم دھڑا دھڑ آگ میں جل رہا تھا۔ کیٹی نے چیخ چیخ کر تھیوسانگ کو پکارا۔ آگ کیٹی کو جلا سکتی تھی۔ وہ قریب نہیں جا رہی تھی۔ لیکن اِسے معلوم تھا کہ آگ سے تھیوسانگ مر نہیں سکتا۔ پھر بھی اس نے آگ پر ریت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالنی شروع کر دی۔

خلائی چمگادڑ جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ آگ بجھ گئی تھی۔ مگر تھیوسانگ وہاں نہیں تھا۔ کیٹی پریشان ہو گئی۔ اس نے درخت کی شاخ سے راکھ کے ڈھیر کو ہلایا تو اس میں سے تھیوسانگ کی باریک سی آواز آئی۔ کیٹی کا دل خوف سے اچھل کر دھڑک اٹھا۔ تھیوسانگ وہاں نہیں تھا مگر یہ اس کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟ کیٹی نے راکھ کو کریدتے ہوئے تھیوسانگ کو آواز دی تو اس کی وہی باریک سی آواز آئی۔

"کیٹی! میں راکھ کے اندر ہی ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔"

کیٹی نے راکھ کو مزید کریدا تو یہ دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھی کہ اس میں سے تھیوسانگ پھڑپھڑاتا ہوا باہر آ گیا۔ تھیوسانگ — چھوٹا سا چمڑے کے بچے ایسا چمگادڑ بن چکا تھا۔ اس کا سارا جسم چمگادڑ کا تھا مگر چہرہ تھیوسانگ کا تھا۔ کیٹی نے غم سے نڈھال ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ بھائی یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

تھیوسانگ نے چمگادڑ ایسی باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! خلائی چمگادڑ نے مرنے کے ساتھ مجھے اس شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔"

کیٹی نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں تمہیں اصلی شکل میں کیسے لاؤں تھیوسانگ؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"کیٹی! اگر تم گھبراؤ گی تو کچھ نہیں ہو گا۔ حوصلے سے کام لو۔ میرے اندر خلائی چمگادڑ نے موت کے ساتھ ہی کیمیکل تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا چہرہ تو اپنا ہی رہا ہے مگر باقی کا جسم چمگادڑ کا بن گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"کیا تم انگلی اپنے جسم پر لگا کر اپنے آپ کو ٹھیک نہیں کر سکتے؟"

"نہیں کیٹی" تھیوسانگ نے کہا "میں اگر ایسا کر سکتا تو کب کا کر چکا ہوتا۔ میری انگلی کی تاثیر بھی ختم ہو چکی ہے۔"

کیٹی نے کہا۔

"تو پھر مجھے اب کیا کرنا چاہیئے۔ مجھ سے تیری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔"

تھیوسانگ اپنی باریک آواز بولا۔

"ابھی تک میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کیسے پہلے والی حالت میں آ سکتا ہوں۔ لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمت ہار دو۔ جب انسان مصیبت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سامنے دیکھ کر ہمت ہار دیتا ہے۔ تو وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ تم مجھے اپنے ساتھ رکھو اور ملک افریقہ میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کا شکر ہے کہ خلائی چمگادڑ ہمیشہ کے لیے مر گیا ہے۔ اس نے مجھے جاتے جاتے ضرور نقصان پہنچا دیا ہے مگر اب وہ کسی دوسرے انسان کو کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ دوسرے انسان اس کی تباہی سے بچ گئے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"کاش ہم اس خلائی جہاز میں نہ جاتے۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"نہیں کیٹی! دنیا کو ان خلائی قزاقوں سے نجات دلانے کے لیے خلائی جہاز میں ہمارا جانا بہت ضروری تھا۔ ہم نے جو کچھ کیا۔ ٹھیک کیا۔ اب بھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میری مشکل کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ تم خدا کا نام لے کر افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ عنبر ناگ ماریا سے یہاں ضرور ملاقات ہو جائے گی۔"

کیٹی نے پوچھا۔

"کیا تم میری خوشبو محسوس کر رہے ہو؟"

تھیوسانگ بولا۔

"نہیں۔ مجھے تمہاری کیا بلکہ کوئی خوشبو بھی محسوس نہیں ہو رہی۔ ہاں۔ میں زمین کے اندر کافی دور تک دیکھ سکتا ہوں۔ مثلاً جہاں میں اس وقت بیٹھا ہوں وہاں میں زمین کے اندر سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل نیچے آگ ہی آگ اور بھڑکتے ہوئے لاوے کو دیکھ رہا ہوں کہ اس بھیانک آگ میں بڑی بڑی چٹانیں پانی کی طرح پگھل رہی ہیں۔"

کیٹی یہ سن کر حیران رہ گئی۔ کہنے لگی۔

"تھیوسانگ! تم نے عجیب بات کہی ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ کیونکہ آج تک کسی زندہ انسان کی آنکھ زمین کے ہزاروں میل نیچے نہیں دیکھ سکتی تھی۔"

تھیوسانگ بولا۔

"یہی میں بھی دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔ اس جگہ مجھے زمین کے اندر آگ ہی آگ نظر آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کسی جگہ زمین کے نیچے دریا اور سمندر ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دے۔"

کیٹی نے تھیوسانگ کو اُٹھا کر اپنی مٹھی میں لے لیا اور بولی۔

"تمہیں اس حالت میں مجھے دیکھ کر رونا آ رہا ہے تھیوسانگ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"کیٹی! عقل سے کام لو۔ ہم جس طویل سفر پہ نکلے ہوئے ہیں۔ اس میں اس قسم کے حادثات پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تم ان باتوں کو بھول جاؤ اور افریقہ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہی ہوں"

کیٹی نے تھیوسانگ کو اپنی قمیص کی جیب میں بڑی احتیاط سے رکھ لیا۔ ایک گھوڑے کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے گھوڑے پر بیٹھی اور دور نظر آتے افریقہ کے جنگل کی طرف روانہ ہو گئی۔

o

اب ہم کیٹی اور تھیوسانگ کو اسی جگہ سفر پر چھوڑتے ہیں۔ اور خود عنبر ناگ اور ماریا کی طرف چلتے ہیں۔ عنبر ناگ ماریا بہت دن پہلے اسی راستے سے کیٹی اور تھیوسانگ کی تلاش میں ملک افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس زمانے میں افریقہ کے اتنے ملک نہیں بنے تھے۔ افریقہ آج سے ہزاروں برس پہلے تین حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ایک شمالی حصہ، ایک درمیانی حصہ، ایک جنوبی حصہ۔ شمالی حصے میں کافی علاقہ صحرائی تھا اور یہاں صرف ایک ہی ملک تھا۔ جس کا نام ایتھوپیا تھا۔ درمیانی حصہ جنگلوں اور دلدلوں سے بھرا ہوا تھا۔ جبکہ جنوبی حصے

میں کہیں صحرا اور کہیں جنگل اور خشک چٹانوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ اس حصے میں سونے اور تانبے اور ہیرے جواہرات کی کانیں بھی تھیں۔ جنوبی حصے میں تماشکہ نام کا ایک بہت بڑا جزیرہ ساحل کے قریب ہی آباد تھا۔ عنبر ناگ اور ماریا افریقہ میں داخل ہونے کے بعد سفر کرتے ہوئے سب سے پہلے شہر ایتھوپیا میں آ گئے۔ اس شہر میں بربر اور مور نسل کے لوگ آباد تھے۔ ان پر ایک سیاہ فام حبشی نسل کا بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ جس کا شہر کے وسط میں قلعے کے اندر شاندار محل تھا۔ اس قلعے میں سوائے بادشاہ کے امرا درباریوں اور فوج کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ اس بادشاہ کا جنگل کی پہاڑیوں میں ایک ایسا قلعہ بھی ہے جس پر اس بادشاہ کے حکم سے بھوت پہرہ دیتے ہیں اور کبھی کبھی اس قلعے کے اندر سے کسی کے رونے کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔

اس قسم کی بہت ہی ہوش رُبا کہانیاں عنبر ناگ ماریا نے شہر کی سرائے میں رہ کر سنیں تو ماریا بولی۔

"کیوں نہ اس پراسرار قلعے کی سیر کی جائے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کیٹی اور تھیوسانگ کا کوئی سراغ مل جائے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے ابھی ہمیں اس شہر میں رہ کر انہیں تلاش کرنا چاہیئے۔ اگر یہاں ان کا کوئی کھوج نہ لگا تو پھر اس پُراسرار قلعے میں بھی جا کر دیکھ لیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر لوگ تو کہتے ہیں کہ وہاں بھوت پہرہ دیتے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"ارے یار ہم سے زیادہ خوفناک بھوت اور کون ہوگا۔"

رات سرائے میں آرام کرنے کے بعد عنبر ناگ ماریا دن نکلنے پر شہر کی سڑکوں پر نکل آئے۔ اگرچہ انہیں اس شہر میں سے کیٹی اور تھیوسانگ کی خوشبو ابھی تک نہیں آئی تھی لیکن وہ اس لیئے بھی ان کی کھوج میں لگے ہوئے تھے کہ کبھی کبھی کسی طلسم کی وجہ سے بھی جسم سے خوشبو کی لہریں نکلنا بند ہو جاتی ہیں۔ عنبر اور ناگ سوداگروں کے لباس میں تھے اور ماریا غائب تھی۔ وہ غیبی [illegible] یں ہی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

شہر کی سڑکوں پر بڑی رونق تھی۔ دیس دیس اور ملک ملک

کے تاجر وہاں اپنا مال فروخت کرتے نظر آرہے تھے۔ دکانیں سامان سے بھری ہوئی تھیں۔ حبشی عورتیں خرید و فروخت کر رہی تھیں۔ عنبر نے ایک سپیرے کو دیکھا کہ گلے میں سانپ ڈالے لوگوں کو تماشہ دکھا رہا ہے۔ اس نے ناگ سے کہا۔ "دیکھو ناگ! اس کے پاس سرخ رنگ کا سانپ ہے۔"

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویران محل کی آواز

ناگ نے دیکھا۔ سپیرے کی گردن میں سرخ رنگ کا سانپ تھا۔ سرخ رنگ کا سانپ عام طور پر سمندر کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بہت کم اوپر زمین پر آتا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا ہے عنبر! سرخ سانپ تو گہرے سمندر کی تہہ میں ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس نے سمندر کے نیچے جا کر سانپ کو پکڑا ہو۔"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"جتنی گہرائی میں سرخ سانپ ہوتا ہے وہاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ بے شک ناگ سے پوچھ لو۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"کیا ماریا ٹھیک کہتی ہے ناگ۔"

ناگ بولا۔

"ہاں۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ کیونکہ جس گہرائی میں یہ سرخ سانپ رہتا ہے وہاں پانی کا دباؤ اتنا شدید ہوتا ہے کہ لوہے کا ڈھیلا بھی اگر وہاں رسی کی مدد سے اتارا جائے تو وہ پچک کر رہ جائے۔"

عنبر نے تعجب سے کہا۔

"تو پھر یہ سپیرا سرخ سانپ کہاں سے لے آیا؟"

ماریا بولی۔

"ہو سکتا ہے یہ سانپ خود ہی سطح سمندر پر آ گیا ہو اور سپیرے نے اسے پکڑ لیا ہو۔"

عنبر بولا۔

"بھئی اب تو اس سپیرے سے معلوم کرنا ہی پڑے گا کہ اس نے یہ سانپ کہاں سے پکڑا ہے۔ آؤ اس سے پوچھتے ہیں۔"

سپیرا گلے میں سرخ سانپ ڈالے دوسرے سانپوں کا تماشہ دکھا رہا تھا۔ لوگ اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ جونہی ناگ وہاں پہنچا۔ سارے سانپ ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے ناگ دیوتا کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ ناگ کو معلوم تھا کہ ابھی سارے کے سارے سانپ اس کے سامنے آ کر سجدے میں گر پڑیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے اور اس کا راز کھل جائے گا۔ جبکہ ناگ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں کسی پر یہ ظاہر ہو کہ وہ ناگ دیوتا ہے۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک طرف ہو کر سانپ کی باریک سیٹی ایسی زبان میں سانپوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں ناگ دیوتا تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم جہاں پر ہو وہیں پر رہو اور ہرگز ہرگز میرے سامنے آ کر سجدہ نہ کرو۔ میں یہاں کسی کو نہیں بتانا چاہتا کہ میں ناگ دیوتا ہوں۔"

سانپوں نے ایک ہی آواز میں کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

اب ناگ نے سپیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی یہ سرخ سانپ تم نے کہاں سے پکڑا ہے؟"

سب لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ عنبر نے آہستہ سے ناگ سے کہا۔

"غصہ مت دکھانا ناگ۔ ایک بار پھر اس سے معلوم کرو۔"

ناگ نے سپیرے سے کہا۔

"بھائی میں نے آج تک سرخ سانپ نہیں دیکھا تھا اس لیے تم سے پوچھ بیٹھا تھا۔ تم تو مذاق ہی کرنے

گے ہو۔"

سپیرا ایک تجربہ کار ادھیڑ عمر کا مگر مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ اس نے کہا۔

"میاں تمہیں کیا پتا کہ سرخ سانپ کہاں ہوتا ہے اور کیسے پکڑا جاتا ہے۔ ابھی میرے دھندے کا وقت ہے۔ میری روزی میں لات نہ مارو۔"

اور وہ لوگوں کو تماشہ دکھانے لگا۔ ماریا ان کے قریب ہی تھی۔ اس نے عنبر کہا۔

"یہ تماشہ دکھا لے پھر پوچھیں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"ضرور پوچھنا ہے۔ میں خود سانپ سے پوچھ لیتا ہوں؟"

ماریا بولی۔

"وہ تو تم پوچھ سکتے ہو۔ مگر میں چاہتی ہوں کہ سپیرے سے پوچھو۔ دیکھیں یہ کیا کہتا ہے۔ ذرا مزا ہی رہے گا۔"

ناگ مسکرا دیا۔

"تم بھی بعض اوقات بالکل بچہ بن جاتی ہو ماریا"

ماریا کی ہنسی کی آواز آئی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"بھئی ماریا ہمارے لیے بچی جیسی ہی تو ہے۔ اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ چاہتی ہے تو بھلا ہم اس کی چھوٹی سی بات بھی پوری نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے کب انکار کیا ہے۔ مگر یہ سپیرا تو بڑا بد دماغ آدمی ہے۔"

تھوڑی دیر بعد سپیرے نے تماشہ ختم کر دیا۔ لوگوں نے اُسے پیسے دیئے۔ اور اپنی اپنی راہ لی۔ سپیرے نے بھی سانپوں کو پٹاری میں بند کیا۔ پٹاری کو جھولے میں ڈالا۔ جھولے کو کاندھے پر لٹکایا اور بین ہاتھ میں لے کر ایک طرف چل دیا۔ ناگ عنبر اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ جب سپیرا ایک باغ کے قریب پہنچا تو ناگ نے پیچھے سے آواز دے کر اسے روکا اور کہا۔

"بھائی معاف کرنا۔ اصل میں میری اپنے دوست کے ساتھ شرط لگ گئی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یہ سرخ سانپ سمندر میں رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں یہ خشکی کا سانپ ہے۔ اور سرخ چٹانوں والے ملک میں رہتا ہے۔ اب تم خود ہی بتا کر فیصلہ کرو کہ یہ سانپ کہاں رہتا ہے۔ اور تم نے اسے کہاں سے پکڑا تھا۔"

سپیرے نے اپنا سر تھام لیا۔ وہ وہیں بیٹھ گیا اور بولا۔

"برخوردار لگتا ہے تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے بیٹھ جاؤ۔"

عنبر اور ناگ وہیں سپیرے کے پاس بیٹھ گئے۔ ماریا پاس ہی کھڑی تھی۔

سپیرے نے کہا۔

"تم نے شرط کا کہا ہے تو میں تمہیں بتانے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ میرے عزیز۔ یہ سرخ سانپ جو میری پٹاری میں بند ہے۔ یہ اصل میں سمندر کا ہی سانپ ہے۔"

عنبر نے جلدی سے کہا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ سمندری سانپ ہے۔ بس اب تم شرط ہار گئے ہو۔"

سپیرے نے کہا۔

"لیکن تمہارا دوست بھی سچ کہتا ہے۔ یہ سرخ سانپ خشکی پر بھی آ کر رہ لیتا ہے۔ اور اس علاقے میں چلا جاتا ہے جہاں سرخ چٹانیں ہوتی ہیں۔ وہاں اسے چھپنے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ بولا۔

"یہ سمندر کے نیچے کتنی گہرائی میں رہتا ہے؟"

سپیرا بولا۔

"کہتے ہیں کہ یہ سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں رہتا ہے۔ کہ وہاں تک کوئی انسان تو کیا سورج کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی۔"

عنبر نے کہا۔

"تو پھر تم نے ضرور اسے خشکی پر سے پکڑا ہو گا۔"

سپیرا مسکراتے ہوئے بولا۔

"نہیں میں نے اسے سمندر میں ہی پکڑا تھا۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر تم تو کہتے ہو کہ جہاں یہ سانپ رہتا ہے وہاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا۔ پھر تم نے اسے وہاں سے کیسے پکڑ لیا؟"

سپیرا بولا۔

"بھاگ جاؤ اپنی راہ لو۔ تمہیں ان باتوں سے کیا کہ میں نے سانپ کہاں سے پکڑا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تم بتا دو گے تو ہماری معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور تو کوئی خاص بات نہیں۔"

سپیرے نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"برخوردار۔ اس راز کو یا میں جانتا ہوں اور یا یہ سرخ سانپ جانتا ہے کہ میں نے اسے کیسے پکڑا ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گا نہیں۔ ہاں اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو۔"

نادان سپیرے کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کس سے بات — کر رہا ہے۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اور مذاق میں کہا۔

"دوست اگر سانپ سے پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو۔"

سپیرے نے ناگ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"برخوردار میرے سر نہ کھاؤ۔ تم ہزار بار بھی جنم لے کر اس دنیا میں آ جاؤ تو سانپ سے نہیں پوچھ سکتے۔"

ناگ بڑے صبر سے کام لے رہا تھا۔ وہ جذبات میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سپیرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے سانپوں کا دھندا کر رہے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپیرے نے ٹھنک کر کہا۔

"تمہیں اس سے کیا؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا مطلب یہ تھا کہ اگر میں سانپ سے پوچھ لوں اور وہ مجھے یہ بتا دے کہ تم نے اسے کہاں سے پکڑا ہے تو کیا تم میری شاگردی کرو گے؟"

سپیرے نے غصے سے ہاتھ کو جھٹکا اور کہا۔

"جاؤ بھاگ۔ کیوں مجھے پریشان کر رہے ہو۔ تم تو مجھے کوئی دیوانے لگتے ہو۔"

ناگ بولا۔

"تم کیا کرنے لگے ہو؟"

سپیرے نے سرخ سانپ کو گردن سے اتارتے ہوئے کہا۔

"سانپ کو پٹاری میں بند کر رہا ہوں اور کیا کروں گا تم بھی میری جان چھوڑو اب۔"

ناگ نے کہا۔

"مگر یہ سانپ تمہاری پٹاری میں نہیں جائے گا۔"

سپیرے نے چونک کر غصیلی آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے۔ تم چاچے لگتے ہو میرے سانپ کے؟"

عنبر ہنس رہا تھا۔ ماریا بھی پاس کھڑی دلچسپی سے یہ مکالمے سن رہی تھی۔

ناگ نے کہا۔

"اچھا تو پھر سرخ سانپ کو پٹاری میں ڈال کر دکھاؤ۔"

سپیرے نے سرخ سانپ کو پکڑ کر پٹاری میں ڈالنا چاہا تو سانپ اس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر ایک فٹ کھڑا ہو گیا۔ اور پھن کھول کر پھنکارنے لگا۔ کیونکہ ناگ نے سانپ کی آواز میں اسے پٹاری میں جانے سے منع کر دیا تھا۔ سپیرا سمجھا کہ سانپ ضد کر رہا ہے۔ اس نے سانپ کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سانپ نے اسے ڈسنے کے لیے پھن مارا۔ سپیرا جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ بولا۔

"یہ پٹاری میں نہیں جائے گا، بلکہ اب یہ میرے پاس آجائے گا۔"

ناگ نے سانپ کو اس کی خفیہ زبان میں اپنے پاس آنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حکم دیا۔ سرخ سانپ سپیرے کی آنکھوں کے سامنے رینگتا ہوا ناگ کے پاس آیا اور پھر جھک کر اسے سلام کرنے لگا۔ سپیرا کچھ حیران سا ہوا۔ اس نے کہا۔

"تمہارے پاس ضرور سانپ کا منکا ہے جس کی وجہ سے تم سانپ کو مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو"

ناگ کہنے لگا۔

"اب میں سانپ سے یہ پوچھنے لگا ہوں کہ اسے تم نے کہاں سے پکڑا تھا"

سپیرا منہ کھولے ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے سانپ کی زبان میں سرخ سانپ سے پوچھا کہ اسے سپیرے نے کہاں سے پکڑا تھا۔ سرخ سانپ نے ناگ کو سب کچھ بتا دیا۔ ناگ نے سپیرے کی طرف دیکھا اور کہا۔

"سانپ نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے اسے نماشکر کے ساحل والی چٹانوں کے پاس ایک جنگلی سپیرے کی بنی ہوئی جھونپڑی سے میں سے چوری کیا ہے۔ تم اس سے انکار نہیں کر سکتے"

اب تو سپیرے کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ کیونکہ اس نے واقعی سرخ سانپ نماشکر کی ساحلی چٹانوں میں

[illegible] سوہار نامی سپیرے کی جھونپڑی سے چوری کیا تھا۔ سپیرے نے ناگ کے پاؤں پکڑ لیے۔

"مجھے معاف کر دو بھائی۔ تم مجھ سے بڑے سپیرے ہو۔ تم سچ مچ سانپوں کی زبان جانتے ہو۔ اب میں تمہارے آگے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں نے سرخ سانپ کو واقعی نماشکر کے جنگلی سپیرے کی جھونپڑی سے چرایا تھا"

ناگ اور عنبر مسکرا رہے تھے۔ عنبر نے کہا۔

"اگر تم پہلے ہی بتا دیتے تو اچھا تھا"

سپیرے نے کہا۔

"بھائی اگر میں پہلے بتا دیتا تو مجھے یہ کیسے پتہ چلتا کہ تمہارا دوست سانپوں کی زبان بول سکتا ہے"

پھر اس نے ناگ سے کہا۔

"بھائی تمہارا نام کیا ہے؟ مجھے اپنا شاگرد بنا لو۔ مجھے بھی سانپوں کی زبان سکھا دو"

ناگ کہنے لگا۔

"میں نے گم تو تم سے یونہی کہہ دیا تھا۔ مجھے کسی سانپ نے کچھ نہیں بتایا۔ بس میرا تکا لگ گیا ہے بھلا کوئی سانپوں کی زبان بھی بول سکتا ہے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر سپیرا نہیں مان رہا تھا۔ اب سرخ سانپ نے ناگ سے کہا۔

"ناگ دیوتا! میرے سینے میں بھی ایک راز ہے جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔"

ناگ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا پھر اس نے سپیرے سے کہا۔

"اچھا۔ میں تمہیں اپنا شاگرد بنا لیتا ہوں۔ مگر پہلے مجھے وہ جو ندی بہہ رہی ہے اس میں سے پانی لا کر پلاؤ۔"

سپیرا خوشی خوشی گڑوی اٹھا کر ندی کی طرف چل دیا اب ناگ نے سانپ سے کہا۔

"وہ کون سا راز ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو؟"

سرخ سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نماشکر جزیرے کے قریب والے گہرے سمندر کے نیچے اتنی گہرائی میں ہوتا ہے ہوں کہ وہاں تک سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آج سے بیس ہزار سال پہلے جہاں سمندر ہے وہاں ایک بہت بڑا عالی شان اور حسین ترین شہر آباد تھا۔ اس شہر کی فصیل بھی سنگ مرمر کی تھی۔ اس کے مکان سات منزلہ تھے۔ سڑکیں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔

بادشاہ کے محل میں سونے کی دیواریں اور زمرد کے ستون تھے۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ زمین کے نیچے ہزاروں میل کی گہرائی میں ایک قیامت کا دھماکہ ہوا۔ اور وہ سارے کا سارا شہر ویسے کا ویسا ہی سمندر کے نیچے چلا گیا اور چاروں طرف سمندر ہی سمندر نظر آنے لگا۔ اس شہر کے غرق ہونے سے وہ سب کچھ اس کے ساتھ ہی سمندر کے سینے میں غرق ہو گیا۔ جو اس شہر میں تھا۔ آج تک کسی نے سمندر کے نیچے جا کر اس غرق شدہ شہر کے کھنڈر دیکھنے کی جرأت نہیں کی۔ اس لیے کہ یہ شہر سمندر میں اتنی گہرائی میں جا کر غرق ہوا ہے کہ وہاں تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔ میں اسی شہر کے غرق شدہ کھنڈروں میں رہتا تھا۔ پانی میں ڈوبے ہوئے شہر کے محل اور مکان ابھی تک ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ مگر وہاں کوئی انسان نہیں ہے۔ پھر بھی مجھے کبھی کبھی ایک ڈوبے ہوئے مکان کے تہہ خانے سے ایک عورت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہ اپنی زبان میں اپنی بیٹی کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز دیا کرتی تھی۔ میں کئی بار اس ڈوبے ہوئے مکان کے اندر گیا مگر وہاں مجھے کوئی عورت کبھی دکھائی نہ دی۔ ایک روز میں یونہی دھوپ لینے کی خاطر سمندر کی سطح پر آیا تو مجھے ایک سپیرے نے پکڑ کر مٹکے میں قید کر دیا۔"

ناگ ماریا اور عنبر بڑی دلچسپی سے سانپ کی داستان سن رہے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ وہ عورت پانی کے نیچے ڈوبے ہوئے شہر میں زندہ ہے؟"

سرخ سانپ نے جواب دیا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ اگرچہ وہ شہر سمندر کے نیچے پانی میں غرق ہو چکا ہے۔ اور مجھے وہاں کبھی کوئی زندہ انسان نظر نہیں آیا۔ سمندر کی موجیں ہزاروں سال گزرے انسانوں کی لاشوں کو بہا کر لے جا چکی ہیں۔ پھر بھی وہاں چلتے پھرتے کبھی کبھی مجھے انسانی قدموں کی چاپ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جیسے کوئی آدمی سنگِ مرمر کی سڑک پر چل رہا ہو۔ اور اس غمگین عورت کی آواز تو میں نے کئی بار سنی ہے۔ میں

یہ راز اس لیے بتا رہا ہوں کہ اے عظیم ناگ دیوتا مجھے وہ عورت زندہ لگتی ہے۔ اگر ہو سکے تو اسے بچانے کی کوشش کی جائے۔"

ناگ نے گہرا سانس لیا اور بولا۔

"مگر میں نے سنا ہے کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک جنگل میں بادشاہ نے ایک محل بنا رکھا جو اگرچہ اب ویران ہو گیا ہے۔ مگر وہاں سے بھی آدھی رات کو کسی عورت کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"

سرخ سانپ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق ہو۔"

عنبر کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے ہم اس بارے میں سوچیں گے۔"

اتنے میں سپیرا ندی سے پانی کی گڑوی بھر کر لے آیا۔ اس نے پانی ناگ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا۔

"حضور! اب مجھے سانپ کی زبان سکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو۔"

ناگ نے چلتے ہوئے کہا۔

"جاؤ بھائی ہمارا سر نہ کھاؤ۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ عنبر اور ماریا وہاں سے چل دیئے۔ ب
انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر اس نے سرخ سانپ کو پٹا
میں ڈال دیا۔ جاتے ہوئے۔ ناگ نے سرخ سانپ کو کہہ
دیا تھا کہ اگر ان کا ارادہ سمندر میں ڈوبے ہوئے شہر کی
مہم پر جانے کا ہوا تو وہ اُسے بھی بلا لے گا۔ سرخ سانپ
نے کہا تھا کہ وہ ناگ دیوتا کے بلانے پر اس کے قدموں میں
حاضر ہو جائے گا۔ عنبر ناگ ماریا چلتے چلتے شہر کے دروازے
سے باہر نکل آئے۔

ماریا کہنے لگی۔

"ناگ بھیا! مجھے تو اس میں کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم خوامخواہ سمندر کی گہرائیوں میں آج سے ہزاروں سال پہلے ڈوبے ہوئے شہر میں جانے کا خطرہ مول لیں۔"

عنبر نے کہا۔

"مگر ماریا تم یہ بھول رہی ہو کہ اس ڈوبے

ہوئے شہر میں ایک ایسی مصیبت زدہ عورت بھی ہے جو کسی کو دردناک آوازیں دیتی ہے اور ہمارے سفر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد کریں۔"

ناگ بولا۔

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ہمیں کیٹی اور تھیوسانگ کا سراغ مل جائے۔ کیونکہ ہمارے یہ دونوں دوست ایک عرصہ ہوا ہمیں نہیں ملے اگر وہ زمین پر ہوتے تو اب تک مل جاتے۔"

ماریا بولی۔

"اگر یہ بات ہے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"لیکن سب سے پہلے ہمیں جنگل کے ویران محل میں چل کر اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے جو آدھی رات کو بلند ہوتی ہے۔ ممکن ہے وہاں سے بھی ہمیں کیٹی اور تھیوسانگ کا کچھ کھوج مل جائے۔"

ناگ نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ تو پھر ہمیں ابھی سے جنگل کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرخ پکڑنا چاہیئے۔"

وہ سرائے میں واپس آ گئے۔ یہاں عنبر نے سرائے کے مالک سے جنگل والے بادشاہ کے ویران محل کی بات کی تو وہ کانوں پر ہاتھ لگا کر بولا۔

"بھائی اس محل کا نام نہ لینا۔ وہاں جو کوئی گیا زندہ واپس نہیں آیا۔ وہاں بھوتوں کا پہرہ لگا ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"مگر سنا ہے وہاں کسی عورت کی آواز آتی ہے۔"

سرائے کا مالک بولا۔

"ارے بھائی! وہ ایک چڑیل کی آواز ہے یہ چڑیل انسان کی آواز میں بول کر مسافروں کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ جب بدنصیب مسافر ادھر جاتا ہے تو وہ چڑیل بھوتوں کے ساتھ مل کر اسے ہڑپ کر جاتی ہے۔"

بہرحال عنبر نے اس سے جنگل والے ویران محل کا پتہ پوچھ لیا اور ناگ ماریا کو آکر بتایا۔ ناگ نے کہا۔

"ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیئے۔"

تھوڑی دیر کے بعد عنبر ناگ اور ماریا جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر اور ناگ گھوڑوں پر بیٹھے تھے جبکہ ماریا

ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں پرواز کرتی چلی جا رہی تھی۔ جنگل کا ویران محل وہاں سے کافی دور تھا۔ انہیں وہاں تک پہنچتے سارا دن لگ گیا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ دن کی پھیکی پھیکی روشنی باقی تھی۔ کہ انہیں جنگل میں ایک جگہ چھوٹے سے ٹیلے پر ایک پرانا محل دکھائی دیا۔ جس کی دیواریں بارش کی وجہ سے سیاہ پڑ چکیں تھیں۔

عنبر نے کہا۔

"یہی وہ ویران محل ہے ناگ۔"

"ہاں" ناگ کی نظریں محل پر تھیں۔ "حیرانی کی بات ہے کہ بادشاہ یہاں اب کیوں نہیں آتا۔ اس نے اسے خالی کیوں چھوڑ دیا ہے۔" ماریا نے کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ بادشاہ بھی بھوتوں کے ڈر سے ادھر نہیں آتا۔"

ناگ نے کہا۔

"ماریا! تم جا کر دیکھو محل اندر سے کیسا ہے؟"

ماریا بولی۔

"تم لوگ اسی جگہ رہنا۔ میں جا رہی ہوں۔"

ماریا نے زمین سے اچھل کر ہوا میں اڑان بھری اور فضا میں پرواز کرتی ہوئی ویران محل کی طرف چل دی۔ عنبر اور ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑوں سے اُتر کر وہیں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ماریا نے محل کے اوپر جا کر ایک چکر لگایا۔ پھر غوطہ لگا کر نیچے آ گئی اور محل کے اندر والے صحن کے اوپر منڈلانے لگی۔ اس نے دن کی غروب ہوتی روشنی میں دیکھا کہ محل بہت ہی اُجڑا ہوا ہے۔ محل کی دیواریں اور ستون سیاہ ہو گئے ہیں۔ کئی ستون ٹوٹ کر گر پڑے تھے۔ اوپر والی منزل کے ایک کمرے کی چھت بیٹھ گئی تھی۔ صحن میں اینٹ پتھر جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے اور لمبی لمبی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ دیواروں پر جنگلی بیلیں چڑھ گئی تھیں۔ ماریا ایک دروازے میں سے محل کے اندر بڑے کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ بڑی احتیاط سے اندر چل رہی تھی۔ اِسے اگر کوئی خطرہ تھا تو صرف کسی طلسم یا جادو کا تھا۔ کہ کہیں وہ اس کے چکر میں نہ پھنس جائے۔

ماریا نے سارے محل کے بوسیدہ ویران کمروں میں چل پھر کر دیکھ لیا۔ اسے وہاں کوئی انسان نظر آیا۔ نہ چڑیل دکھائی دی اور نہ ہی کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ واپس عنبر ناگ کے پاس پہنچ گئی اور انہیں محل کا سارا حال بتا دیا۔ عنبر نے کہا۔

"ہمیں محل کے قریب جا کر کسی جگہ چھپ جانا چاہیئے۔ اور آدھی رات کو محل سے آنے والی آواز کا انتظار کرنا چاہیئے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ویسے مجھے یہ محل آسیبی لگتا ہے۔ کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ہمارے لیے مصیبت میں پھنسنا کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔ ہمارے سامنے جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ کیٹی اور تھیو سانگ کا کھوج لگایا جائے اور اگر یہاں کوئی عورت کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کی مدد کی جائے۔ جو ہمارا انسانی فرض ہے اور جس پر ہم ہزاروں برس سے عمل کرتے آئے ہیں۔"

عنبر بولا۔

"بالکل درست ہے یہ بات۔ جانے ماریا کیوں اب کچھ ڈرنے لگی ہے۔"

ماریا نے ہنس کر کہا۔

"میں کیوں ڈرنے لگی ہوں۔ میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنسنا ٹھیک نہیں ہو گا۔"

ناگ بولا۔

"میری اچھی بہن ماریا ہم یہاں خوامخواہ نہیں آئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک اچھا اور نیک مقصد لے کر آتے ہیں۔ ممکن ہے یہاں کسی جرائم پیشہ بدمعاش نے کوئی عورت اغوا کر کے ڈال رکھی ہو۔ اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔"

ماریا نے کہا۔

"میں کب وہاں جانے سے انکار کرتی ہوں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ عنبر اور ناگ بھیا"

اور ماریا ہنسنے لگی۔ عنبر اور ناگ بھی مسکرا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور محل کی طرف چلے۔ محل وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھا۔ وادی میں ایک چھوٹے ٹیلے پر بنا ہوا تھا جس کے پرانے دروازے تک ایک پہاڑی راستہ جاتا تھا۔ اس راستے پر جگہ جگہ جنگلی گھاس اور جھاڑیاں اُگ آئیں تھیں جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس محل میں مدت ہوئی کبھی کوئی آیا گیا نہیں۔

انہوں نے محل کے سامنے ایک طرف درختوں کے نیچے جھاڑیوں میں تھوڑی سی جگہ بنائی اور گھوڑوں کو ایک طرف باندھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ شام کا وقت تھا۔ جنگل کے درختوں پر پرندے بسیرا کر رہے تھے۔ ان کی آواز جنگل میں گونج رہی تھی۔ جوں جوں

رات کا اندھیرا چھاتا گیا۔ پرندوں کی آواز مدھم ہوتی گئی۔ پھر جنگل میں چاروں طرف موت ایسا سناٹا طاری ہو گیا۔

عنبر ناگ اور ماریا چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ ان کے کان ویران محل سے بلند ہونے والی عورت کی آواز سننے کو بے تاب تھے۔ مگر محل پر بھی گہری خاموشی چھائی تھی۔ لگتا تھا اس پر موت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ آسمان پر چاند کے نہ ہونے سے اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا۔ آسمان اس قدر تاریک تھا کہ ستارے بھی اِسے روشن کرنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ آواز آدھی رات کو بلند ہو گی"

عنبر نے سرگوشی میں کہا۔

"لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ عورت کی آواز آدھی رات کے بعد آتی ہے"

ماریا چُپ تھی پھر وہ بولی۔

"آدھی رات ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے"

ناگ نے اس سے کہا۔

"تم ہمارے پاس ہی رہنا۔ اگر آواز بلند ہوئی تو پھر سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات بڑی آہستہ آہستہ گذر رہی تھی۔ جنگل کی طرف سے کسی جانور یا درندے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ ناگ نے سرگوشی میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے سارے جنگل کو کسی آسیب نے اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ کسی اُلّو کی آواز بھی نہیں آ رہی۔"

ابھی یہ الفاظ اس کے ہونٹوں پہ ہی تھے کہ انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ عنبر اور ناگ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کے دل میں ایک ہی خیال تھا کہ تم نے یہ آواز سنی؟ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی آواز تھی۔"

"شی" ناگ نے اسے چپ کرا دیا۔ جنگل ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی اور ویران آسیبی محل کی طرف سے آ رہی تھی۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ کی قبر

عنبر ناگ ماریا نے کان لگا کر سنا۔

یہ آواز کسی لڑکی کی تھی۔ کوئی لڑکی دردناک آواز میں جیسے ہچکیاں لیتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کسی کو بلا رہی تھی۔ آواز تین بار ایک ساتھ بلند ہو کر غائب ہو گئی۔ پھر وہی سناٹا چھا گیا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ تو کسی لڑکی کی آواز ہے۔"

عنبر بولا۔

"وہ کسی کو پکار رہی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"بے حد دردناک آواز تھی۔ لڑکی رو بھی رہی تھی۔ ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے وہ سخت مصیبت میں مبتلا لگتی ہے۔"

عنبر نے ناگ سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟ کیا ہم تینوں کو اکٹھے چلنا چاہیے؟"

ناگ بولا۔

"پہلے ہم الگ الگ جاتے تھے تو کسی نہ کسی مشکل میں پھنس جاتے تھے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب ہم تینوں اکٹھے چلیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"پہلے میں جاکر پتہ نہ کرآؤں؟"

ناگ نے کہا!

"نہیں ماریا ہم تمہیں اکیلی نہیں جانے دیں گے۔ ہم ایک ساتھ مل کر چلیں گے۔" آؤ

گھوڑے درخت کے ساتھ بندھے تھے۔ عنبر ناگ ماریا اٹھے اور رات کے سنسان اندھیرے میں جنگلی جھاڑیوں والے راستے پر محل کی طرف چلنے لگے۔ تھوڑی سی چڑھائی تھی۔ وہ آخر ویران محل کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ بہت بڑا تھا۔ اور زمین میں تھوڑا سا دھنس گیا تھا۔ عنبر ناگ ماریا دروازے کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دروازہ بالکل بند تھا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا!

"ہم دوسری طرف سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ وہاں ایک جگہ دیوار گری ہوئی ہے۔"

وہ محل کی دوسری طرف آگئے۔ یہاں دیوار ایک جگہ سے ڈھے چکی تھی۔ سامنے چھوٹا سا میدان تھا۔ اندھیرے میں چلتے وہ میدان سے گذر کر محل کے بڑے دالان میں آگئے۔ اس جگہ بڑے بڑے ستونوں کا لمبا برآمدہ تھا۔ اس برآمدے میں بھی ٹوٹی ہوئی لکڑیاں تھیں اور سوکھی جھاڑیوں کا گھاس بکھرا پڑا تھا۔ ماریا نے کہا!

"میرا اندازہ ہے کہ لڑکی کی آواز محل کی دوسری منزل کی کسی کوٹھڑی سے آئی تھی۔"

عنبر آہستہ سے بولا!

"کیوں نہ ہم یہاں رک جائیں۔ ہوسکتا ہے وہی آواز ایک بار پھر سنائی دے۔ تب ہمیں پتہ چل جائے گا کہ آواز کدھر سے آئی ہے۔"

ناگ اور ماریا کو یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ وہ وہیں برآمدے میں ایک ستون کے پاس خاموشی سے بیٹھ گئے۔ ان کے کان اسی لڑکی کی درد بھری آواز پر لگے ہوئے تھے۔ مگر وہاں سوا ایک ڈرا دینے والے سناٹے اور قبر ایسی خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ خاموشی اتنی شدید تھی کہ ان کے کان سنسنا رہے تھے۔ پھر اچانک جیسے قبر کی انتہائی گہرائیوں سے وہی آواز بلند ہوئی۔ یہ اسی لڑکی کی آواز تھی۔ جیسے روتے روتے اس کا حلق خشک ہوگیا تھا اور آواز بڑی خشک اور رلا دینے والی تھی۔ یہ کسی اجنبی زبان میں تھی۔ انہیں آواز صاف اور قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ لڑکی کسی ایلوم کا نام لے کر اسے مدد کے لئے بلا رہی تھی۔

آواز تین بار ایلوم کو پکار کر خاموش ہوگئی۔

ناگ نے سرگوشی کی۔

"ماریا کا اندازہ ٹھیک نکلا۔ آواز اوپر والی منزل سے آئی تھی۔"

عنبر نے کہا!

"ہمیں اوپر والی منزل پر جانا چاہئے۔"

ماریا نے آہستہ سے کہا!

"وہ سامنے جو ٹوٹا ہوا زینہ ہے۔ یہی زینہ اوپر والی منزل کو جاتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا!

"ماریا۔ تم ہمارے ساتھ ہی رہنا۔ ادھر ادھر مت ہو جانا"

ماریا نے آہستہ سے کہا!

"میں تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ آؤ اب اوپر چلتے ہیں"

ناگ نے دھیمی آواز میں کہا!

"لوگ کہتے تھے یہاں بھوتوں کا پہرہ ہے۔ مگر ہمیں تو یہاں کوئی بھوت نہیں ملا"

عنبر کہنے لگا!

"ہو سکتا ہے اوپر والی منزل میں چڑیل اور بھوت دونوں سے ہی ملاقات ہو جائے"

وہ زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ ایک چمگادڑ پ کر باہر کو اڑ گئی۔ دوسری منزل پر بھی ایک چھوٹا سا دالان تھا۔ سامنے تی کوٹھڑیاں تھیں۔ جن کے دروازے بند تھے اور ان پر بڑے بڑے پرا تالے لگے ہوئے تھے۔ وہ برآمدے کے ایک پرانے سیاہ ستون کے پا کھڑے ہو گئے۔ عنبر نے ناگ کے کان میں کہا!

"ان تینوں کوٹھڑیوں میں سے کسی ایک سے آواز آئی ہو گی"

ناگ نے سرگوشی میں کہا!

"میں لڑکی کو پکارتا ہوں"

اور ناگ نے تھوڑی سی اونچی آواز میں کہا!

"اے لڑکی تو کون ہے اور کس کو آدھی آدھی رات کو پکارتی ہے؟ ہم تیری مدد کرنے یہاں آئے ہیں"

ایک کوٹھڑی میں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی گہرے گہرے سانس لے رہا ہو۔ ماریا عنبر اور ناگ سانس روکے یہ آواز سن رہے تھے۔ سانس لینے کی آواز درمیان والی کوٹھڑی سے آ رہی تھی۔ پھر یہ آواز بند ہو گئی اور ایک بار پھر سناٹا چھا گیا۔

عنبر نے سرگوشی میں کہا!

"ماریا کو اندر بھیجیں"؟

ناگ نے سرگوشی میں ہی جواب دیا!

"نہیں میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ میں ایک بار پھر آواز دیتا ہوں"

اور ناگ نے دوسری بار پھر آواز دی۔

"اے لڑکی تو کون ہے؟ ایلوم کون ہے؟ جس کو تو پکارتی ہے۔ ہماری آواز کا جواب دے۔ ہم تیری مدد کرنا چاہتے ہیں"

درمیان والی کوٹھڑی سے پھر گہرے گہرے سانس لینے کی آواز آئی۔ پھر جیسے کسی نے خشک اور سوکھی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ یہاں تمہاری موت ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ"

عنبر ناگ اور ماریا خاموش ہو گئے۔ عنبر نے آہستہ سے کہا میں اندر جاتا ہوں"

ناگ نے اس کا ہاتھ روک لیا۔ پھر بلند آواز میں بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ ہم صرف تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں"

وہی خشک آواز پھر درمیان والی کوٹھڑی سے ابھری۔ اس آواز کے بارے میں یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کسی عورت کی آواز ہے یا کسی مرد کی آواز ہے۔ آواز نے پھر کہا۔

"یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے یہاں سے چلے جاؤ۔ چلے جاؤ۔"

ناگ عنبر کو زینے کی طرف لے گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی آگئی۔ زینے میں آکر ناگ نے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ زینے میں ٹھہر جاؤ میں سانپ کے روپ میں اندر جاکر دیکھتا ہوں کہ یہ کیا معمہ ہے۔"

ماریا نے کہا میں جاؤں گی۔ مگر ناگ نے اسے روک دیا۔ اور فوراً سانس کھینچ کر سانپ کی شکل اختیار کی۔ اور درمیان والی کوٹھڑی کی طرف رینگنے لگا۔ ماریا اور عنبر زینے میں ہی ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ ناگ نے چھوٹے سے سیاہ رنگ کے سانپ کی شکل بدلی تھی۔ وہ درمیان والی کوٹھڑی کے بند دروازے کی دہلیز پر آکر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے اندر جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ آخر کونے میں ایک جگہ سے دروازہ کی لکڑی تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی۔ ناگ اس میں سے اندر داخل ہو گیا۔

کوٹھڑی میں داخل ہوتے ہی اسے ایک عجیب قسم کی تیز بو کا احساس ہوا۔ اس تیز بو کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے پانی ٹپکنے لگا۔ ناگ نے کوئی خیال

نہ کیا اور کوٹھڑی کے گرد آلود فرش پر ایک طرف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ کوٹھڑی گھپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ پہلے تو اسے وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اندھیرے میں اس نے دیکھا کہ کوٹھڑی بالکل خالی ہے اندر کوئی سامان نہیں ہے۔ چھت سے مکڑیوں کے جالے فرش تک لٹک رہے ہیں۔ ناگ نے غور سے دیکھا۔ فرش کے بالکل درمیان میں زمین پر ایک گول ہانڈی پڑی تھی۔ جس کے منہ پر کپڑا بندھا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا ہانڈی کے قریب گیا تو اسے اندر سے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے گردن اوپر اٹھائی۔ اپنا پھن کھولا اور گردن جھکا کر ہانڈی پر بندھے ہوئے کپڑے کو دیکھا۔

گہرے گہرے سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے برابر آرہی تھی۔ اچانک وہی آواز پھر گونج اٹھی۔

"چلے جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ موت تمہارے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔"

ناگ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس نے چاروں طرف اندھیرے میں منہ پھیر کر دیکھا۔ یہ آواز ہانڈی کے اندر سے نہیں آرہی تھی۔ بلکہ سامنے والی دیوار میں سے آرہی تھی۔ ناگ الجھن میں پڑ گیا کہ سانس لینے کی آواز ہانڈی کے اندر سے آرہی ہے۔ مگر دوسری آواز سامنے والی دیوار کے پیچھے سے آرہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں دو آسیب ہیں۔ ایک اس لڑکی کی آواز تھی جو یہاں سے نجات حاصل کرنے کے لئے کسی کی مدد کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طالب تھی۔ اور دوسری وہ آواز تھی جو اس لڑکی کی مدد کرنے والوں کو ڈرا رہی تھی۔ ناگ نے فیصلہ کیا کہ پہلے اس آواز کا سراغ لگانا چاہیئے جو اسے وہاں سے چلے جانے کو کہہ رہی تھی۔

ناگ دیوار کی طرف بڑھا۔ آواز دیوار کے پیچھے سے تین بار بلند ہو کر خاموش ہو گئی۔ ناگ ایک سوراخ میں سے دیوار کی دوسری طرف چلا گیا یہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔

"میں نے تمہیں خبردار کیا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ مگر تم نہیں مانے۔ اب تم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے ہو جس سے موت بھی تجھے چھٹکارا نہیں دلا سکے گی۔"

ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ بلند ہوا اور وہ آواز خاموش ہو گئی۔ ناگ کی آنکھوں کے سامنے سے اندھیرا ہٹنے لگا۔ ہلکی ہلکی نیلے رنگ کی دھندلی سی روشنی ہونے لگی۔ اس روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ وہ کسی کوٹھڑی میں نہیں بلکہ وہ ایک بہت بڑے سنگِ مرمر کے فرش والے دالان میں کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ جس کے اونچے اونچے ستون ہیں پیچھے ایک دیوار ہے اور سامنے ایک باغ ہے جہاں اونچے چھتری دار درختوں کے بیچ میں سے ایک پتلا سا راستہ جا رہا ہے۔ ناگ حیران ہوا کہ وہ کہاں سے کہاں آ گیا ہے۔ وہ دالان سے رینگتا ہوا باغ میں آ گیا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان پر نہ تو سورج تھا نہ ستارے تھے۔ آسمان کا رنگ دھندلا دھندلا تھا اور روشنی بھی بہت پھیکی نیلی تھی۔

اِردگرد کوئی انسان حیوان یا چرند پرند نہیں تھا۔ درخت بھی چپ چاپ کھڑے تھے۔ کہیں ہوا کا جھونکا تک نہیں چل رہا تھا۔ ناگ نے پہلے سوچا کہ وہ انسان کی شکل میں آ جائے۔ پھر خیال آیا کہ اسے سانپ ہی کے روپ میں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں آ گیا ہے۔ وہ اونچے چپ چاپ درختوں والی روش پر رینگتا کافی آگے نکل آیا۔ یہاں باغ کی دیوار تھی۔ اس دیوار میں ایک چھوٹی سی محرابی کھڑکی بنی ہوئی تھی۔ ناگ اس کھڑکی میں سے گذر کر دوسری طرف آ گیا۔ اس طرف کیا دیکھتا ہے کہ ایک میدان ہے جس میں قبریں ہی قبریں پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ نظر آئی کہ ہر قبر پر ایک سایہ لیٹا ہوا تھا۔ یہ سائے انسانوں جانوروں پرندوں اور بچوں کے تھے۔ یعنی یہ انسان نہیں تھے بلکہ ان کے سائے قبروں پر ساکت و جامد چپ چاپ پڑے تھے۔ ناگ ان سایوں کے قبرستان سے رینگتا ہوا ایک درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچا تو اسے آدمیوں کی سرگوشیاں سنائی دیں۔

ناگ نے جھاڑیوں کی شاخوں میں سے دیکھا کہ دوسری جانب دو آدمیوں کے سائے ایک قبر کھود رہے تھے۔ وہ ان سایوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے آج تک انسانوں کو قبریں کھودتے دیکھا تھا مگر انسانوں کے سایوں کو قبریں کھودتے نہیں دیکھا تھا۔ انسان کا اکیلا سایہ کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ انسان خود حرکت نہ کرے۔ اس کا سایہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ لیکن یہاں معاملہ الٹ تھا۔ انسان تو غائب تھا اور اس کا سایہ اپنے آپ حرکت کر رہا تھا۔ یہ سیاہ رنگ کا انسانی سایہ تھا۔ ایک سائے کے ہاتھ میں کدال تھا۔ دوسرا کھدی ہوئی قبر کی مٹی پر بیٹھا تھا عجیب منظر تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ انسان کی بجائے اس کا سایہ قبر پر بیٹھا تھا۔ ان سایوں کی کوئی شکل نہیں تھی۔ بس کالے رنگ کے سائے تھے۔ وہ آپس میں سرگوشیوں کی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک سائے نے دوسرے سائے سے کہا!

"ابھی کتنی قبر اور کھودو گے؟ چھوٹی سی قبر ہی چاہئے۔ چھوٹا سا سایہ ہی دفن کرنا ہے۔"

دوسرے سائے نے کدال رکھ دی اور بولا!

"لو قبر تیار ہو گئی۔ اب سائے کی لاش کو لاؤ۔"

دوسرا سایہ بولا!

لانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود بخود یہاں پہنچ چکا ہے۔ ذرا اس جھاڑی کے پیچھے دیکھو۔ اس قبر کا شکار وہاں موجود ہے۔"

ناگ کے جسم میں پہلی بار خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی۔ وہ دہشت کے مارے اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اس کا سارا جسم لرز اٹھا کہ وہ اپنے سانپ والے جسم سے سائے کی طرح الگ ہو گیا تھا۔ یعنی ناگ کا سایہ اس کے جسم سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا سانپ والا جسم اپنی جگہ پر ویسے ہی کنڈلی مارے پتھر ہو گیا ہے اور وہ خود اپنے سائے کی شکل میں دوسری جھاڑی کے پاس کنڈلی مارے زمین پر بیٹھا ہے۔ اس وقت وہاں دو ناگ تھے۔ ایک ناگ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے پتھر بنا ہوا بیٹھا تھا اور دوسرا اپنے سائے کی شکل میں زندہ تھا۔ اس نے سوچا کہ وہاں سے بھاگ جائے اس کے سائے نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اسے اپنا جسم اتنا بھاری لگا کہ وہ اپنی جگہ

سے ذرا سا بھی نہ ہل سکا۔ اتنے میں دونوں گورکنوں کے سائے اس کے پاس آ گئے۔

ایک سائے نے کہا!

"یہ لو قبر کا شکار یہاں بیٹھا ہے۔ یہ ناگ ہے اس کا بت وہ پڑا ہے اس کا سایہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کے سائے کو اٹھا کر قبر میں دفن کر دو۔"

ناگ نے گہرا سانس لیا کہ وہ پرندہ بن کر اڑ جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس کی طاقت جواب دے گئی تھی۔ گورکن کے سائے نے ناگ کے سائے کو زمین سے اٹھایا۔ پھر منہ ہی منہ میں کوئی منتر پڑھتا ہوا ناگ کی قبر کی طرف بڑھا۔ ناگ کے سائے نے بہت کوشش کی کہ وہ گورکن کے سائے کی ہتھیلی سے پھسل کر بھاگ جائے۔ مگر اس کی طاقت جاتی رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کو تازہ کھدی ہوئی قبر میں رکھ دیا اور پھر انہوں نے اوپر سے مٹی ڈالنا شروع کر دی۔

ناگ کے سائے پر مٹی کے ڈھیلے گرنے شروع ہو گئے۔ ناگ کے سائے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ رہی تھی۔ مگر جب مٹی میں وہ سارے کا سارا دب گیا تو اسے اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس کیا۔ اس کے بعد ناگ کے سائے کو کچھ ہوش نہ رہا۔ گورکن سایوں نے ناگ کے سائے کی قبر بنا دی۔ قبر تیار ہو گئی تو ایک گورکن سائے نے قبر پر ہاتھ لگایا تو وہاں ناگ کا ایک دوسرا سایہ بن گیا جس طرح کہ دوسری قبروں پر سائے بنے ہوئے تھے۔ دوسرا گورکن سایہ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ کے سائے کو تو ہم نے دفن کر دیا۔ اب اس کے جسم کے بت کو لے جا کر موت کے محل میں رکھ دیتے ہیں۔"

گورکن سایوں نے ناگ کے سانپ کی شکل والے بت کو اٹھایا اور سایوں کے قبرستان میں سے نکل کر باغ میں سے گزرتے ہوئے اونچے ستونوں والے دالان میں آ گئے۔ یہاں کونے میں ایک زینہ نیچے جاتا تھا۔ نیچے ایک لمبی چوڑی راہ داری تھی۔ جس کے آگے ایک بہت بڑا حال تھا۔ اس حال میں پرندوں جانوروں، کیڑے مکوڑوں، سانپوں اور درندوں کے مجسمے لگے تھے۔ یہ سب وہ درندے، پرندے، چرندے اور سانپ تھے جن کے سائے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے تھے جن کے سائے ان سے جدا ہو کر مر گئے تھے اور قبروں میں دبے پڑے تھے۔

دونوں گورکنوں کے سایوں نے ناگ کے سانپ والا مجسمہ بھی ایک جگہ دیوار کے طاق میں رکھ دیا۔ ناگ کے مجسمہ کو کوئی ہوش نہیں تھا۔ اس کے اندر احساس مردہ ہو گیا تھا۔ احساس اور زندگی کی ہلکی سی رمق اگر کہیں تھی تو وہ ناگ کے سائے میں تھی جو قبر کے اندر دفن تھا۔ اس کے بعد گورکنوں کے سائے وہاں سے چلے گئے۔

اب ہم واپس عنبر اور ماریا کی طرف آتے ہیں۔ جب ناگ کو گئے کافی دیر ہو گئی تو عنبر اور ماریا کو تشویش ہوئی کہ ناگ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔ ماریا نے دھیمی سرگوشی میں کہا۔

"ہمیں ناگ کو نہیں بھیجنا چاہئے تھا۔"

عنبر نے کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ چلو ہم دونوں اس کی تلاش میں چلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں وہ کوٹھڑی میں کیا کر رہا ہے۔"

عنبر اور ماریا زینے کے اندھیرے سے نکل کر تیسری کوٹھڑی کی طرف آئے۔

ایک بار پھر انہیں وہی آواز سنائی دی۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔ تمہاری موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔"

عنبر نے کوئی پرواہ نہ کی اور کوٹھڑی کے دروازے پر لگے ہوئے تالے کو پکڑ کر مروڑ دیا۔ تالا ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ میں آ گیا۔ عنبر نے دروازہ کھولا اور ماریا سے کہا:

"ماریا میرے ساتھ اندر آ جاؤ۔"

کوٹھڑی میں گھپ اندھیرا تھا۔ اندر فضا میں جو تیز بو پھیلی ہوئی تھی اس کی وجہ سے عنبر کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔ ماریا نے آہستہ سے کہا۔

"یہ کوئی کیمیاوی بو ہے۔ عنبر تم ٹھیک ہو ناں؟"

"ہاں۔" عنبر نے جواب دیا۔

دونوں غور سے دیکھنے لگے۔ انہیں کوٹھڑی کے فرش پر ایک ہانڈی نظر آئی جس کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ عنبر نے کہا:

"اس ہانڈی میں کیا ہے؟ کہیں اس میں ناگ تو بند نہیں ہے؟"

ماریا اور عنبر ہانڈی کی طرف بڑھے۔ انہیں ہانڈی کے اندر سے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے پکار کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ! کیا تم اس کے اندر ہو؟"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے ہانڈی کے منہ سے کپڑا نوچ کر پرے پھینک دیا کپڑے کے ہٹتے ہی کوٹھڑی میں ایک بھیانک چیخ کی آواز گونجی اور ساتھ ہی وہی خشک مگر ڈراؤنی آواز بلند ہوئی۔

"چلے جاؤ! موت تمہارے سر کے اوپر منڈلا رہی ہے۔ تم اب بچ نہیں سکتے۔ تم بچ نہیں سکتے۔ موت آگئی ہے۔ موت آگئی ہے۔"

عنبر نے چلا کر کہا!

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس کے ساتھ ایک بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ اور پھر آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کوٹھڑی میں ایک بار پھر گہرا سناٹا چھا گیا۔

ماریا نے کہا:

"یہ آواز کسی غیبی آسیب کی تھی عنبر! جب تم بول رہے تھے تو میں نے ساری کوٹھڑیوں میں چکر لگا کر دیکھا تھا۔ ادھر کوئی نہیں تھا۔"

عنبر تشویش سے بولا!

"مگر ناگ کہاں چلا گیا ہے؟ مجھے تو اس کی فکر پڑی ہے۔"

ماریا کہنے لگی!

"میں نے ساری کوٹھڑیاں دیکھ لی ہیں۔ ادھر ناگ نہیں ہے۔

میرا خیال ہے ہمیں محل کے دوسرے کمروں میں تلاش کرنا چاہیئے۔"

اچانک ایک خشک کمزور اور درد بھری آواز سنائی دی۔

"ناگ اپنی غلطی سے مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ وہ اب واپس نہیں آئے گا۔"

ماریا اور عنبر چونک پڑے۔ عنبر نے محسوس کیا کہ یہ آواز اس لڑکی کی تھی جو ایوم کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی مجھے اس عذاب سے بچاؤ۔

عنبر نے ماریا سے کہا!

"ماریا! تم اس آواز کو سن رہے ہو؟ یہ اسی لڑکی کی آواز ہے جو ہمیں جنگل میں سنائی دی تھی۔"

ماریا نے کہا!

"میں سن رہی ہوں۔"

پھر ماریا نے آواز سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم کون ہو؟ اور ناگ کہاں ہے؟ ہمیں بتاؤ ہم اسے پاتال سے بھی نکال لائیں گے۔"

لڑکی کی آواز پھر سنائی دی۔

"پہلے مجھے باہر نکالو۔"

عنبر نے پوچھا!

"تم کہاں ہو؟"

لڑکی نے کہا!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں اس ہانڈی میں ہوں۔"

عنبر اور ماریا نے جھک کر ہانڈی میں دیکھا تو اسے ہانڈی کے اندر ایک چھوٹی سی چڑیا جتنی ایک لڑکی نظر آئی۔ جس کے بال کھلے ہوئے تھے اور وہ اوپر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے ہاتھ ہانڈی کے اندر لے جا کر لڑکی کو باہر نکال کر زمین پر رکھ دیا۔

لڑکی نے کہا!

"میں طلسم کے حصار سے نکل آئی ہوں پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اب بڑی ہونے لگی ہوں۔"

اور لڑکی دیکھتے دیکھتے بڑی بن گئی۔ وہ بڑی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی تھی مگر رونے اور غم کھانے سے اس کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔

عنبر نے کہا!

"تم کون ہو؟ اور اس ہانڈی میں تمہیں کس نے بند کر رکھا تھا؟

لڑکی نے کہا!

"میرا نام طاشی ہے۔ میری کہانی بڑی دردناک اور لمبی ہے۔ میں تمہاری شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے اس طلسم سے آزاد کرایا۔"

عنبر نے کہا!

"مگر ہمارا ساتھی ناگ بھی تمہاری مدد کو آیا تھا۔ وہ کہاں ہے؟

طاشی نے کہا:

"کاش وہ آسیبی آواز پر دوسری کوٹھڑی میں نہ جاتا۔ وہ آواز تو

ان لوگوں کو ڈرانے کے لئے بلند رہتی تھی جو میری مدد کو آنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ طلسم کی آواز تھی۔"

ماریا نے پوچھا!

"تو پھر اب ناگ بھیا کہاں ہے؟

لڑکی طاشی نے حیرانی سے پوچھا!

"یہ کس لڑکی کی آواز ہے؟ میں نے یہ آواز پہلے بھی اس کوٹھڑی میں سنی تھی مگر وہ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہی؟

عنبر کو اب چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے کہا!

"یہ ماریا ہے۔ ہماری بہن ہے۔ میرا نام عنبر ہے۔ ہم یعنی عنبر ناگ اور ماریا آپس میں بہن بھائی ہیں۔ ہم تمہاری آواز سن کر تمہاری مدد کرنے یہاں آئے تھے۔ مگر ناگ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ خدا کے لئے کچھ بتاؤ کہ ہمیں ناگ کہاں ملے گا۔؟

طاشی نے آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا!

"مجھے اگر معلوم ہوتا کہ تمہارا بھائی طلسم کی آواز پر دوسری کوٹھڑی کی طرف چلا جائے گا تو میں اسے پہلے ہی خبردار کر دیتی۔ مگر اس نے تو موقع ہی نہیں دیا۔ طلسم کی آواز آتے ہی وہ دیوار کی دوسری جانب چلا گیا۔"

ماریا نے کہا!

"دیوار کی دوسری جانب کیا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاشی بولی!

"ماریا بہن! یہ مت پوچھو۔ اس سوال کا جواب میں نے دیا تو تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ دوسری طرف موت کی ایک ایسی دنیا ہے کہ جس کا کوئی مردہ بھی تصور کرکے کانپ اٹھے گا۔"

عنبر نے کہا!

"میں ناگ کو وہاں سے نکال لاؤں گا مجھے بتاؤ کہ دیوار کی دوسری طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟ نہیں تو میں یہ دیوار ہی ڈھا دیتا ہوں۔"

طاشی نے کہا!

"اب دیوار ڈھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عنبر بھائی! طلسم کی آواز نے اس موت کی دنیا کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اس راستے کا سراغ اب کسی کو نہیں مل سکتا۔ طلسم کا آسیب ناگ کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ لیکن تم لوگ میری خاطر اپنے بھائی سے بچھڑ گئے ہو۔ میں تمہیں اس دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گی۔"

عنبر نے کہا!

"کیا اس دنیا کو اس محل سے کوئی راستہ نہیں جاتا؟

طاشی بولی!

"نہیں۔ ابھی تک تم دونوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ میں کون

ہوں اور تم لوگ کس سے باتیں کر رہے ہو۔

سنو! میں شہر اطلان کی رہنے والی ہوں۔ میں اطلان کے ایک سوداگر کی اکلوتی بیٹی ہوں۔"

عنبر نے کچھ سوچ کر کہا!

اطلان؟ یہ وہ شہر تو نہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آج سے دس ہزار سال پہلے سمندر میں غرق ہو گیا تھا؟

طاشی نے آہ بھر کر کہا!

"ہاں میں اسی شہر کی رہنے والی ہوں۔"

ماریہ نے تعجب سے کہا!

"تو کیا تم دس ہزار سال سے زندہ ہو؟

طاشی نے اپنے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا۔ اور بولی!

"میں دس ہزار برس سے زندہ ہوں۔ مگر میری یہ زندگی موت سے بدتر ہے۔ کیونکہ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے جدا ہو گئی ہوں۔ میری کہانی بڑی دردناک ہے۔ آج سے دس ہزار سال پہلے جہاں آج کل بحر اوقیانوس ہے وہاں ہمارا شاندار ملک اطلان آباد تھا۔ یہ بہت بڑا براعظم تھا۔"

پیارے دوستو!

یہاں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو تاریخ کے حوالے سے کچھ معلومات اس گمشدہ بلکہ غرق شدہ براعظم کے بارے میں بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقام پر آج کل بحر اوقیانوس ٹھاٹھیں مارتا ہے وہاں آج سے بتیس ہزار سال پہلے ایک بہت بڑا براعظم آباد تھا۔ جس کے جنگل درخت پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ یہ دنیا کی جنت کہا جاتا تھا۔ ہرے ہرے کھیت لہراتے تھے۔ گودام اناج سے بھرے ہوئے تھے۔ پھل، پھول، سبزیوں کی کمی نہیں تھی۔ لوگ اعلیٰ پوشاک پہنتے اور ٹھاٹھ سے زندگی گذارتے تھے۔ یہاں ہر کوئی خوشحال تھا۔ نہ کوئی غریب تھا نہ امیر۔ لوگ دُور دُور سے علم حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے تھے۔ اطلان کی سلطنت جبرالٹر تک پھیلی ہوئی تھی۔ دولت کی ریل پیل تھی۔ عبادت گاہوں کے گنبد اور مینار سونے چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ عمارتیں اور مکانات سنگِ مرمر کے تھے۔ شاہی محلات کی شان دیکھنے کے لائق تھی۔ قدیم یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے بھی اس غرق شدہ براعظم اطلان کا ذکر کیا ہے اور ایک مضمون میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ بحرِ اوقیانوس کی جگہ اٹلانٹا نام کا ایک عظیم الشان براعظم ہوا کرتا تھا۔ جو زلزلے کی وجہ سے اچانک سمندر میں غرق ہوگیا۔ جہاں خشکی تھی وہاں سمندر آگیا۔ اور اس ملک کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ لاکھوں کی آبادی کا یہ ملک آن کی آن میں غرق ہوگیا۔ صرف وہ چند ایک لوگ ہی زندہ بچ گئے جو اس وقت ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ بعد میں میکسیکو ہی جاکر آباد ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں جنوبی امریکہ کے ملکوں میں جو قوم آج کل آباد ہے اس کا تعلق زیادہ تر اسی غرق شدہ براعظم اطلان سے ہی ہے۔ ہم تاریخی طور پر آپ کو یہ بھی بتادیں کہ اس

براعظم کو عربی میں عدن۔ انگریزی میں ایٹن، بربری زبان میں اطلان، یونانی میں اٹلانٹا یا اٹلانٹس، مصری زبان میں اینٹی اور ہسپانوی زبان میں انٹیلا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جس سمندر میں یہ غرق ہوا تھا اس کا نام بھی اٹلانٹک اوشن یعنی بحرِ اوقیانوس پڑگیا۔ ماہرین نے اس غرق شدہ براعظم پر بہت تحقیق کی ہے اور کئی غوطہ خور سمندر کے نیچے جاکر ڈوبے ہوئے براعظم کے دارالحکومت اٹلانٹس یا اطلان کے کھنڈروں کی تصویریں بھی لائے ہیں۔ جب میں امریکہ میں تھا تو میں نے واشنگٹن کے ایک ٹیلیویژن چینل پر ایک فلم دیکھی تھی۔ جس میں اس ڈوبے ہوئے شہر کی اصلی فلم دکھائی گئی تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے سمندر کے نیچے بڑے بڑے سفید ستون دیکھے جو ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے اور نیلی ٹائلوں والے فرش اور محل بھی دیکھے تھے۔ سمندروں میں کھوج لگانے والوں نے یہ فلم تیار کی تھی۔ آپ بڑے ہوکر تاریخ کی بلکہ تحقیق کی کتابوں میں اس غرق شدہ براعظم اطلانتس کے بارے میں مزید پڑھیں گے۔

اب میں واپس عنبر ناگ ماریا کی کہانی کی طرف آتا ہوں۔ طاشی جس ملک کے بارے میں عنبر اور ماریا کو بتا رہی تھی وہ یہی اطلانتس کا غرق شدہ ملک تھا۔

طاشی کہہ رہی تھی:

وہ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ ملک اطلانتس کے شہر اطلان میں رہتی تھی۔ میرا باپ سوداگر تھا۔ ہمارے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ ایک روز ہم شام کے وقت ایک کشتی میں سوار ہوکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندر میں سیر کر رہے تھے۔ میرے ساتھ میرے ماں باپ ایک بہن اور بھائی بھی کشتی میں سوار تھے۔ موسم بڑا خوشگوار تھا۔ ہم سمندر میں سیر کرتے کرتے سمندر میں کافی دور نکل گئے۔ جب واپس ہونے لگے تو اچانک آسمان پر کالی گھٹائیں چھاگئیں اور تیز طوفانی ہوائیں چلنے لگیں۔ میرے والد اور بڑے بھائی نے ہمیں کیبن میں چھپا دیا اور خود کشتی کے پتوار سنبھال لئے۔ مگر اب سمندر میں بھیانک طوفان آگیا تھا۔ بڑے زور کی بارش شروع ہوگئی۔ ہماری کشتی تنکے کی طرح ادھر ادھر اچھلنے لگی۔ طوفانی موجیں ہماری کشتی کو اوپر اچھال رہی تھیں پھر ہمیں ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور ہماری کشتی سمندر میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی۔ ہماری کشتی جیسے ایک قیامت خیز گرداب میں پھنس کر سمندر کی گہرائیوں میں چلی جارہی تھی۔ ہم سب کیبن میں چھپے بیٹھے تھے۔ کیبن کے دروازے کھڑکیاں بند تھیں مگر پھر بھی اس کے اندر پانی آنا شروع ہوگیا۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ سمندر کے پانی کا رنگ سنہری تھا۔ اس کے ساتھ ہی جیسے ہماری کشتی سمندر کی تہہ میں کسی چٹان سے ٹکرائی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ ہم نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے اہرام میں پایا۔ جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ ہم سخت پریشان تھے کہ سمندر کی تہہ میں ہم اس اہرام میں کیسے آگئے؟ بہت جلد ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اہرام ہمارے ہی ملک اطلان کا مشہور اہرام ہے

جس کے اندر بادشاہوں کے مقبرے تھے۔ میرے والد نے ہمیں ایک جگہ بٹھا دیا اور خود ایک بادشاہ کے مقبرے میں اناج اور آگ جلانے والے پتھروں کی تلاش میں داخل ہوگیا۔ کیونکہ اس زمانے میں بادشاہ کی لاش کے ساتھ کھانے پینے کا بہت بڑا ذخیرہ بھی رکھ دیا جاتا تھا۔ اور چقماق کے پتھر بھی جس سے آگ سلگائی جاتی ہے۔ بہت جلد ہمیں اناج کا ذخیرہ مل گیا۔ میری والدہ نے آگ جلائی۔ میں نے اناج پیسا اور روٹی پکا کر کھائی۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ دن تھا کہ رات۔ مقبرے میں ایک روغنی چراغ نہ جانے کب سے روشن تھا۔ ہمیں ہمارے اندازے کے مطابق اس اہرام میں رہتے دو تین روز ہوگئے تھے کہ ایک رات ہم اہرام کے فرش پر سو رہے تھے۔ میرے ماں باپ اور بہن بھائی سو چکے تھے۔ میں جاگ رہی تھی کہ اچانک مجھے کچھ سائے اپنی طرف بڑھتے نظر آئے۔ پہلے تو میں سمجھی کہ یہ میرا وہم ہے لیکن سائے قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں قبریں کھودنے والی کدالیں ہیں۔ خوف سے میرا جسم ٹھنڈا ہوگیا میرا حلق خشک ہوگیا۔ میں اسی طرح بے حس پڑی رہی۔ سایوں میں سے ایک نے کہا! بھائی! ان سایوں کو دفن کرنے کے لئے لے چلو۔ پھر انہوں نے میرے سامنے میرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے جسموں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ اور ان کے سائے ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسموں سے الگ ہو گئے۔ جہاں میں لیٹی تھی وہاں اندھیرا تھا۔ اسی وجہ سے گورکن سایوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ میں اور پیچھے کھسک گئی۔ دہشت کے مارے میرے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ گورکن سایوں نے میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سایوں کو زمین پر گرے ہوئے کپڑوں کی طرح اٹھا لیا اور ان کے جسموں کو وہیں رہنے دیا۔ ایک دم میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ گورکن سایوں نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں تیزی سے اٹھی اور اندھیرے میں بھاگ اٹھی۔ میں بھاگتی چلی گئی۔ اس اہرام کے تمام خفیہ راستوں کا مجھے پتہ تھا۔ میں ایک غار میں جا کر چھپ گئی۔ جب کافی دیر گذر گئی اور مجھے گورکن سایوں کی آواز بھی سنائی نہ دی تو میں غار سے نکل کر اسی جگہ آئی جہاں میرے ماں باپ اور بہن بھائی سو رہے تھے۔ وہاں وہ موجود نہیں تھے۔ گورکن سائے ان کے جسموں کو بھی اٹھا کر لے گئے تھے۔ یہاں روغنی چراغ روشن تھا۔ میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کی یاد میں رونے لگی۔ اچانک میں نے دیکھا کہ چراغ کی روشنی میں جہاں میرے جسم کا سایہ پڑنا چاہیے تھا وہاں میرے جسم کا سایہ نہیں پڑ رہا تھا۔ میں نے گھبرا کر روشنی کے آگے اپنا بازو کر دیا۔ فرش پر میرے بازو کا سایہ بھی نہیں پڑ رہا تھا۔ دہشت سے میرا برا حال ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو چراغ کی روشنی کے آگے کر دیا۔ چراغ کی روشنی میرے جسم پر پڑ رہی تھی مگر میرا سایہ فرش پر سے غائب تھا۔ میں وہیں سہم کر بیٹھ گئی۔

گورگن سائے میرا سایہ لے گئے تھے۔ فرار ہونے کی وجہ سے میرا جسم ان سے بچ گیا تھا۔ میں کافی دیر تک اپنی بدقسمتی پر آنسو بہاتی رہی۔ پھر اٹھ کر سارے اہرام میں اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو آوازیں دیتی رہی مگر مردہ اہرام سے کسی نے جواب نہ دیا۔ اہرام سے باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا جو پتھروں کی مضبوط دیوار سے بند تھا۔ میں نے اپنے دیوتا ایلوم کو کئی بار مدد کے لئے پکارا مگر دیوتا بھی شاید سو گئے تھے کوئی میری مدد کو نہ آیا۔ ایک روز میں اہرام کی دیوار کے ساتھ سر لگائے بیٹھی تھی۔ کہ دیوار میں حرکت پیدا ہوئی۔ میں ڈر کر پرے ہٹ گئی۔ پھر ایک خشک مگر دہشت طاری کر دینے والی آواز بلند ہوئی۔ اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ طاشی! تو سایوں کے قبرستان سے بچ گئی ہے مگر مجھ سے نہیں بچ سکے گی۔ میں سایوں کے قبرستان کا آسیب ہوں اور مجھے تیری ضرورت ہے۔ چل میرے ساتھ چل۔ میں چیخ مار کر بھاگی۔ لیکن جیسے کسی نے مجھے اپنے لمبے لمبے بازوؤں میں اٹھا لیا اور میں اس کے بازوؤں میں چھوٹی ہوتی چلی گئی۔ اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ میں ایک گہرے کنوئیں میں بند ہوں۔ یہ کنواں نہیں تھا بلکہ وہ ہانڈی تھی جس میں سے تم نے مجھے نکالا تھا۔ مجھے آسیب کے قہقہہ کی آواز سنائی دی۔ آسیب نے کہا۔ طاشی! تیرے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے بت موت کے محل کے تہہ خانہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔ ان کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سائے، موت کے قبرستان میں دفن کر دئے گئے ہیں۔ مگر تو اب میرے قبضے میں ہے اور جب تک میرا چلہ پورا نہیں ہوتا تو اسی ہانڈی میں بند رہے گی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا تم سب جانتے ہو ناگ یہاں آیا مگر اس نے آسیب کی آواز کا پیچھا کرنے کی غلطی کی اور دیوار کی دوسری طرف چلا گیا اور موت کی وادی میں پہنچ گیا تم نے آسیبی آواز کے پیچھے جانے کی بجائے ہانڈی پر سے کپڑا نوچ دیا۔ اور یوں تم بچ گئے۔ اور تم نے مجھے بھی ہانڈی سے نکال کر بچا لیا۔"

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

خونی پرندوں کا غار

عنبر اور ماریا بڑے غور سے طاشی کی کہانی سن رہے تھے۔ جب طاشی نے اپنی غم ناک داستان ختم کی تو ماریا نے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سایوں کے قبرستان کے آسیب نے ناگ کو بھی وہیں پہنچا دیا ہو گا۔ جہاں تمہارے ماں باپ اور بہن بھائی کے بت رکھے ہیں۔ یعنی موت کے محل میں؟"

طاشی نے کہا۔

"اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ناگ گورکن سایوں کے شکنجے میں پھنس گیا۔ ہے تو پھر انہوں نے اس کے سائے کو بھی دفن کر کے اس کا بت موت کے محل میں رکھ دیا ہو گا۔ اگر وہ بچ کر نکل گیا ہے تو موت کی وادی میں خدا جانے کہاں بھٹک رہا ہو گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر فکر مند تھا۔ کہنے لگا۔

"طاشی! ہمیں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچانا ہے۔ اور ناگ کو تلاش کرنا ہے۔ مگر ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم اپنی تلاش کا کام کہاں سے شروع کریں۔"

طاشی نے کہا۔

"میرے ماں باپ اور بہن بھائی کے سائے دفن کر دیئے گئے ہوں گے اور جیسا کہ گورکنوں نے اہرام میں کہا تھا۔ ان کے بت موت کے محل میں رکھ دیئے گئے ہوں گے۔ انہوں نے میرے سائے کو بھی دفن کر دیا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم ناگ بھائی کا بھی کھوج لگائیں اور میں اپنے اور اپنے ماں باپ کے سایوں واپس حاصل کروں۔ مگر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ سایوں کا قبرستان اور موت کی وادی کہاں ہے۔"

عنبر اور ماریا گہری سوچ میں تھے۔ وہ ناگ کی وجہ سے بھی بہت پریشان تھے۔ اگر ناگ کو کچھ ہو گیا تو بڑی بد قسمتی کی بات ہو گی۔ ماریا نے عنبر سے کہا۔

"طاشی کا کہنا ہے کہ ناگ سامنے والی دیوار کے پار

گیا تھا اور گم ہو گیا۔ کیوں نہ ہم اس دیوار کو توڑ ڈالیں؟"

طاشی بولی۔

"ادھر اب کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس آسیب نے مجھے اس ہانڈی میں قید کیا ہوا تھا وہ جا چکا ہے۔ شاید وہ تم دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور عنبر نے ہانڈی کے کپڑے کو نوچ کر آسیب کو شکست دے دی تھی۔ پھر بھی تم دیوار کو توڑ سکتے ہو تو توڑ کر دیکھ لو۔"

عنبر دیوار کے پاس گیا۔ اس نے پوری طاقت سے پتھر کی دیوار کو ٹھوکر ماری۔ دیوار درمیان سے ٹوٹ گئی۔ انہوں نے دوسری طرف جا کر دیکھا۔ ادھر سوائے ویران محل کے سنسان صحن کے اور کچھ نہیں تھا۔ اب وہ موت کی وادی وہاں نہیں تھی۔ جس میں داخل ہو کر ——— ناگ گم ہو گیا تھا۔

ماریا نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اس آسیبی قلعے سے باہر نکل کر حالات پر سوچ بچار کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے ویران محل کے باہر ہمیں موت کی وادی کا کوئی راستہ مل جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاشی بولی۔

"مجھے امید نہیں ہے کہ ہمیں یہاں سے کوئی سراغ ملے۔ بہرحال کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

رات ڈھل رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی تھی۔ کہ عنبر ماریا اور طاشی ویران محل کے پرانے دروازے سے نکل کر اس جگہ درختوں میں آگئے یہاں اُن کا گھوڑا بندھا تھا۔ وہ بیٹھ گئے اور دن نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ عنبر نے طاشی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"طاشی! تم دس ہزار سال سے زندہ ہو۔ اگر تمہیں تمہارا سایہ مل گیا تو کیا پھر بھی تم زندہ رہ سکو گی؟"

یہ بڑا اہم سوال تھا۔ مگر طاشی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عنبر ماریا نے ابھی تک طاشی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی ہزاروں سالوں سے زندہ ہیں۔ اس نے ماریا کے بارے میں صرف اتنا بتایا تھا کہ ماریا کسی طلسم کی وجہ سے غائب ہو گئی ہوئی ہے۔ اور ناگ کے پاس جو طلسم ہے اس کی مدد سے وہ اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ اور اپنے متعلق عنبر نے یہی کہا کہ مجھے ایک بزرگ کی دعا سے اتنی طاقت

مل گئی ہے کہ میں بڑی سے بڑی چٹان کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ کر پھینک سکتا ہوں۔ طاشی کہنے لگی۔

"عنبر بھائی! میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ جب ہمارا شہر بارش اور سمندری طوفان میں دھماکے ساتھ سمندر میں غرق ہوا تھا اور ہماری کشتی گرداب میں پھنس کر سمندر کی تہہ میں چلی گئی تھی تو اس وقت ہمارے کیبن میں جو سنہری پانی داخل ہوا تھا اس کی وجہ سے میں اور میرے ماں باپ اور بہن بھائی زندہ بچ گئے تھے۔ ہو سکتا ہے اگر ہمارے سائے ہمارے جسموں کو واپس مل گئے تو ہم فوراً ہی مر جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پھر ہم قیامت تک زندہ رہیں۔"

ماریا اور عنبر خاموش بیٹھے طاشی کی گفتگو سنتے رہے۔ ماریا نے کہا۔

"طاشی تمہارا شہر ابھی تک سمندر کے نیچے غرق ہے۔ کیا وہاں سے ہمیں موت کی وادی کا کوئی سراغ مل سکتا؟"

عنبر بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ماریا کا خیال ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے موت کی وادی کا آسیب سمندر کے نیچے غرق اطلان میں واپس چلا گیا ہو۔ اس سے ہمیں موت کی وادی کا پتہ چل سکتا ہے۔"

طاشی نے کہا۔

"موت کا آسیب تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔ لیکن ایک خیال مجھے آیا ہے۔"

"کیا؟" ماریا نے پوچھا۔ طاشی کہنے لگی۔

"جس روز ہمارا شہر سمندر میں غرق ہوا مجھے معلوم ہے کہ اس روز ہمارا ایک چچا اپنی بیوی بچوں کو لے کر ساتھ والے ملک میکسیکو میں گیا ہوا تھا۔ وہ ضرور غرق ہونے سے بچ گیا ہو گا۔ ممکن ہے آج بھی اس میکسیکو شہر میں اس کی نسل کے لوگ زندہ ہوں اگر یہ لوگ ہمیں مل جاتے ہیں تو ممکن ہے موت کی وادی کا کچھ سراغ مل جائے۔"

ماریا نے پوچھا۔

"تمہارے چچا کی نسل کے لوگوں کو کیسے موت کی وادی کا علم ہو گا؟"

طاشی کہنے لگی۔

"میرا چچا شہر کا کاہن تھا۔ اور اس کے پاس بہت سے طلسم اور زائچے بنے ہوئے تھے جن کی مدد سے وہ آنے والے واقعات اور ماضی میں چھپے ہوئے حالات کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ طلسم اور زائچے کا علم سینہ بہ سینہ اس کی میکسیکو میں آباد نسل کے پاس محفوظ ہو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم میکسیکو چل کر پتہ کر لیتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے ہمیں کچھ پتہ چل جائے۔"

عنبر نے طاشی سے پوچھا۔

"لیکن تم اپنے چچا کی نسل کو کیسے پہچانو گی۔ اس واقعے کو تو دس ہزار سال گزر چکے ہیں۔"

طاشی نے کہا۔

"ہمارے خاندان کے لوگوں میں ایک خاص بات صدیوں سے چلی آتی تھی کہ ہر آدمی اور مرد کی گردن کے پیچھے خنجر کا نشان قدرتی طور پر بنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا تھا۔ ایسا نشان میری گردن کے پیچھے بھی ہے۔ اس نشان کی مدد سے میں اپنے چچا کی نسل کے لوگوں کو پہچان لوں گی۔"

عنبر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی یہاں سے ملک میکسیکو کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ لیکن طاشی یہ بتاؤ کہ تمہیں بھوک لگتی ہے؟ نیند آتی ہے؟ ہمیں تو بھوک بھی نہیں لگتی اور نیند بھی نہیں آتی۔ میرا مطلب ہے ہم چاہیں تو سو سکتے ہیں۔"

طاشی بولی۔

"ابھی تک تو مجھے نہ بھوک محسوس ہوئی ہے نہ پیاس اگر ایسی بات ہوئی تو میں تمہیں بتا دوں گی۔ شاید ایسا اس لیے ہے کہ مجھ سے میرا سایہ بچھڑ گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی۔

"ہمیں میکسیکو جانے کے لیے افریقہ کی کسی بندرگاہ سے سمندری جہاز میں سفر کر کے بہت بڑا سمندر عبور کرنا ہوگا۔"

عنبر نے کہا۔

"یہ سمندر بحر اطلانتک ہے۔ یہی وہ سمندر ہے طاشی جس کی تہہ میں تمہارا شہر آج سے دس ہزار برس پہلے غرق ہو گیا تھا۔ بعد میں اس سمندر کا نام بھی تمہارے ملک اطلانتس کے نام پر بحر اطلانتک رکھ دیا گیا۔"

طاشی اداس آواز میں بولی۔

"مجھے میرا شہر بہت یاد آتا ہے۔ ہم بڑی خوشی خوشی اپنے شاندار مکان میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ میرے پیارے بہن بھائی اور ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں۔۔۔۔"

اور طاشی آہستہ آہستہ رونے لگی۔ ماریا اور عنبر نے اسے حوصلہ دیا۔ عنبر نے کہا۔

"طاشی بہن اب ہم بھی تمہارے غم میں شامل ہیں۔ کیونکہ ایک ہمارا بھی بھائی ناگ تمہارے ماں باپ کے ساتھ ہی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ خدا نے چاہا تو ہم ہمت اور حوصلے سے کام لے کر اس مصیبت پر ضرور فتح حاصل کر لیں گے۔"

یونہی باتیں کرتے کرتے باقی کی رات گزر گئی۔ دن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا اجالا چاروں طرف پھیل گیا۔ دن کی روشنی میں ماریا ا
عنبر نے طاشی کو غور سے دیکھا۔ وہ بڑی خوب صورت
اور معصوم چہرے والی لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں سیاہ اور
رنگ گورا تھا۔ بال بھورے بھورے تھے۔ اس نے قدیم
زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا
کہ دوسرا گھوڑا کہاں سے لایا۔ عنبر نے یہ تجویز پیش کی کہ
وہ پیدل چلے گا۔ اور طاشی گھوڑے پر بیٹھ جائے۔ شہر پہنچ
کر وہ ایک نیا گھوڑا خرید لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا۔

جنگل والے ویران محل سے لے کر ایتھوپیا کے شہر تک
پہنچنے میں انہیں ساری رات لگ گئی۔ رات انہوں نے
ایک سرائے میں بسر کی۔ یہاں انہوں نے ایک نیا گھوڑا
خریدا اور افریقہ کے بندرگاہی شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔
یہ سفر بھی کافی لمبا تھا۔ اور چار دن کے سفر کے بعد وہ بندرگاہ
پر آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک سمندری جہاز پر سوار ہو کر میکسیکو
کی طرف کا سمندری سفر شروع کر دیا۔

عنبر ماریا اور طاشی کو ہم سمندری سفر پر چھوڑتے ہیں
اور واپس کیٹی اور تھیوسانگ کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیٹی، تھیوسانگ
کو جیب میں ڈالے گھوڑے پر سوار قرینہ کی طرف چلی آ رہی

تھی۔ جنگل اس کے سامنے تھا۔ جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا
تھا۔ کیٹی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ تھیوسانگ کو چمگادڑ کی شکل
سے کیسے انسانی شکل میں لائے گی۔ وہ اکیلی بھی تھی۔ اگر
عنبر، ناگ، ماریا اس کے پاس ہوتے تو اسے کچھ حوصلہ ہوتا۔
وہ اس کی مدد بھی کرتے مگر اب تو وہ اکیلی تھی اور تھیوسانگ
ننھے سے مٹھی بھر کے چمگادڑ کی شکل میں اس کی جیب میں
پڑا تھا۔ وہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے
کہ چمگادڑ بننے کے بعد اس میں یہ خوبی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ
زمین کے نیچے سینکڑوں میل کی گہرائیوں میں دیکھ سکتا تھا۔

افریقہ کے ویران اور کشادہ جنگل کا علاقہ شروع ہو گیا۔
یہ جنگل ایسا تھا کہ جنگلی گھاس کی جھاڑیاں اُگی تھیں۔ ٹنڈ
منڈ درختوں کے جھنڈ دُور دُور فاصلے پر کھڑے تھے۔ میدان
اُونچا نیچا تھا۔ کہیں کہیں کھڈیں اور نالے بھی تھے۔ ان نالوں میں
کہیں پانی بہتا تھا اور کہیں وہ خشک پڑے تھے۔ کیٹی کا گھوڑا
اس ویران علاقے میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے تھیوسانگ
کو جیب سے نکال کر اپنے کاندھے پر بٹھا لیا تھا۔
تاکہ اسے تازہ ہوا لگتی رہے۔ تھیوسانگ چھوٹا سا چمگادڑ
بنا کیٹی کے کاندھے سے چمٹا ہوا اپنی ننھی ننھی چوہے
ایسی گول سیاہ آنکھوں سے جنگل کے درختوں کو تک رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اس نے اپنی باریک آواز میں کیٹی کے کان میں کہا۔
”کیٹی! کیا تمہیں عنبر ناگ ماریا کی خوشبو آرہی
ہے؟“
کیٹی نے سانس کھینچا اور کہا۔
”نہیں تھیوسانگ!“
تھیوسانگ خاموش ہوگیا۔ کیٹی کا گھوڑا جنگل کے میدان
میں چلتا رہا۔ ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی عنبر ناگ ماریا
کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ وہ دل میں فکر مند تھی کہ اتنے بڑے
افریقہ کے ملک میں وہ اپنے دوستوں کو کہاں تلاش کرے
گی۔ دن گزر رہا تھا۔ دھوپ ڈھلنے لگی تھی۔ اب افریقہ
کے اس علاقے کا جنگل والا میدان ختم ہو گیا اور ریتلی
زمین شروع ہوگئی۔ تھیوسانگ چھوٹے سے چمگادڑ کی شکل
میں اس کے کاندھے پر چپ چاپ بیٹھا تھا۔ وہ خود بھی اپنی
حالت پر بڑا پریشان تھا۔ اس نے باریک آواز میں
کیٹی سے کہا۔
”کیٹی! کیا تمہیں یقین ہے کہ میں پھر سے انسانی شکل
میں آسکوں گا؟“
کیٹی نے سانس بھر کر کہا۔
”کیوں نہیں تھیوسانگ بھائی۔ خدا نے چاہا تو یہ

مشکل بھی حل ہو جائے گی“
تھیوسانگ نے ریتلی زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
”کیٹی! میں اس صحرا کے نیچے دور گہرائی میں ایک
دریا کو بہتا دیکھ رہا ہوں“
کیٹی نے کہا۔
”تمہاری اس طاقت کا کوئی فائدہ نہیں تھیوسانگ
کاش یہ طاقت تمہیں اس چمگادڑ والے جسم سے
نجات دلا سکتی“
تھیوسانگ نے کہا۔
”نہ ہم خلائی جہاز میں داخل ہوتے اور نہ
ہمیں چمگادڑ کی خلائی بلا کی مصیبت پڑتی۔ مگر جو
تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا“
اب جنگل پیچھے رہ گیا تھا اور وہ ایک صحرا میں آگئے تھے
جہاں چاروں طرف ریت ہی ریت تھی۔ کیٹی نے تشویش
کے ساتھ کہا۔
”اگر یہاں پانی نہ ملا تو ہمارا گھوڑا زیادہ دیر تک
ہمارا ساتھ نہ دے سکے گا“
تھیوسانگ نے زمین کی طرف دیکھا اور بولا۔
”زمین کے اندر تو ایک دریا بہہ رہا ہے۔ مگر اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔ پانی صحرا کے اوپر ملنا چاہیئے۔"

کیٹی کو ڈھلتی دھوپ کی روشنی میں دور ایک اونچا سا ٹیلہ دکھائی دیا۔ پہلے تو وہ اسے ریت کا ٹیلہ سمجھی مگر جب قریب آئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک کافی بڑا اہرام نما کا جھونپڑا ہے جس کی گول تکونی چھت درختوں کی چھال اور شاخیں ڈال کر بنائی گئی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"اس ویرانے میں یہ جھونپڑی کس نے بنائی ہے؟"

تھیوسانگ نے بھی اپنے ننھے سے چمگادڑ والے جسم اور چھوٹے سے انسانی چہرے کو اٹھائے کیٹی کے کاندھے پر بیٹھا اس جھونپڑی کو تکنے لگا۔

"یہاں کوئی انسان نظر نہیں آتا کیٹی۔"

کیٹی گھوڑے سے اتر پڑی۔ جب وہ جھونپڑی کے پیچھے آئی تو یہ دیکھ کر خوش ہوئی کہ وہاں سوکھی گھاس کا بہت بڑا ڈھیر پڑا تھا۔ اور ایک پانی سے بھرا حوض بھی تھا۔ اس نے گھوڑے کو گھاس کھانے اور پانی پینے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور جھونپڑی کے اندر آ گئی۔ جھونپڑی اندر سے بالکل خالی تھی۔ کیٹی نے کہا۔

"گھاس کے ڈھیر اور پانی کے حوض سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی انسان ضرور رہتا ہے مگر جھونپڑی بالکل خالی ہے۔"

تھیوسانگ باریک آواز میں بولا۔

"ممکن ہے یہاں کبھی کبھی کوئی آتا ہو۔ یا پھر یہ جھونپڑی کسی نے مسافروں کے لیے بنائی ہو۔"

کیٹی کہنے لگی۔

"ہم یہاں رات گزار سکتے ہیں۔"

جھونپڑی کے درمیان میں ایک جگہ سے زمین تھوڑی سی کھدی ہوئی تھی اور وہاں اینٹوں کے چولہے پر ایک خالی ہانڈی پڑی تھی۔ کیٹی نے ہانڈی کو جھک کر غور سے دیکھا اور بولی۔

"یہاں کوئی کھانا پکاتا رہا ہے۔ مگر ہانڈی بالکل خالی ہے۔"

اس نے تھیوسانگ کو کاندھے سے اتار کر وہیں ایک اینٹ پر بٹھا دیا اور خود بھی پاس ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ صحرا میں سورج غروب ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد رات ہو گئی۔ مگر تاروں کی وجہ سے صحرا میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ کیٹی اور تھیوسانگ نیند سے بے نیاز تھے۔ گھوڑا پیٹ بھر کر گھاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھانے اور پانی پینے کے بعد جھونپڑی کے باہر مزے سے کھڑا تھا۔ کیٹی جھونپڑی کے اندر ریت پر بیٹھی تھیوسانگ سے عنبر ناگ اور ماریا کے بارے میں باتیں کر رہی تھی۔ پھر اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"تھیوسانگ میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔ کاش تمہارا طلسم کسی طریقے سے ٹوٹ جائے اور تم پھر سے انسانی شکل میں واپس آجاؤ۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"میں خود اپنی حالت پر پریشان ہوں۔ مگر مجبور ہوں۔"

اس نے اپنا ننھا سا انسانی سر اپنے چمگادڑ والے پروں میں چھپا لیا۔ کیٹی بھی لیٹ گئی۔ اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ باہر صحرائی رات خاموش تھی۔ اچانک کیٹی کو گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر اسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آئیں۔ کیٹی نے تھیوسانگ کو اینٹ پر سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور یہ کہتی ہوئی جھونپڑی سے باہر کو بھاگی کہ کوئی آ رہا ہے۔ وہ باہر نکلی ہی تھی کہ اس نے تین گھوڑ سواروں

کو دیکھا جو گھوڑے دوڑاتے کیٹی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ کیٹی تیزی سے اپنے گھوڑے کی طرف دوڑی۔ اتنے میں پیچھے سے ایک تیر آیا اور اس کی کمر میں پیوست ہو گیا۔ آدھا تیر اس کے سینے سے آگے باہر نکل آیا تھا۔ کیٹی نے تھیوسانگ سے کہا۔

"مجھے تیر لگا ہے تھیوسانگ مگر میں یہ ظاہر کروں گی کہ میں مر گئی ہوں۔ تم آواز مت نکالنا۔ میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہ لوگ کون ہیں۔ میں تمہیں باہر نکال کر ریت میں چھپا رہی ہوں۔"

کیٹی نے جلدی سے تھیوسانگ کو جیب سے نکالا۔ اسے ریت میں چھپایا اور وہیں گر پڑی۔ تیر ابھی تک اس کی کمر میں گھسا ہوا تھا۔ تینوں گھوڑ سوار گھوڑے دوڑاتے اس کے قریب آکر گھوڑوں سے اتر پڑے۔ یہ تینوں شکل و صورت سے کوئی جرائم پیشہ لوگ لگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے گھوڑے پر ایک لڑکی رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی تھی۔

ایک گھوڑ سوار نے جھک کر کیٹی کو دیکھا۔ اسے ہلایا اور بولا۔

"یہ مر گئی ہے۔ اچھا ہوا۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہمیں کوئی دیکھے۔ جھونپڑی کے اندر چلو۔ یہ عورت مرچکی ہے۔ شاید کوئی مسافر تھی۔"

تینوں گھوڑ سوار جھونپڑی کے اندر آگئے۔ انہوں نے جو عورت رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔ اُسے جھونپڑی کے فرش پر ڈال دیا۔ اس کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور کہا۔

"تم آج کی باقی رات اسی جگہ گزارو گی۔ ہم آگے جا رہے ہیں۔ واپسی پر تمہیں لے لیں گے۔ خبردار یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ ویسے ہم تمہارے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے ہیں۔"

انہوں نے عورت کے دونوں ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیئے تاکہ وہ چل نہ سکے اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر صحرا میں ایک طرف چلے گئے۔ کیٹی ریت پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ تینوں گھوڑ سوار رات کے اندھیرے میں ایک طرف گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو کیٹی نے ہاتھ پیچھے لے جا کر اپنی کمر سے تیر نکال کر ریت پر پھینک دیا اور ریت میں سے تھیوسانگ کو نکال کر آہستہ سے کہا۔

"گھوڑ سوار چلے گئے ہیں۔ انہوں نے جھونپڑی

میں کسی عورت کو چھپا دیا ہے۔ ہمیں اس عورت سے ملنا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے باریک آواز میں کہا۔

"وہ مجھے دیکھ کر ڈر جائے گی۔ تم مجھے اپنی جیب میں ہی رکھنا۔"

کیٹی نے تھیوسانگ کو جیب میں رکھ لیا اور جھونپڑی میں داخل ہو گئی۔ جھونپڑی میں ہلکا ہلکا اندھیرا تھا مگر کھلے دروازے میں سے ستاروں کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پاؤں رسی سے بندھے تھے اور وہ زمین پر پڑی تھی۔ اس عورت نے کیٹی کو اندر آتے دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گئی اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم ——— تم کون ہو؟"

کیٹی اس کے قریب آ کر بولی۔

"میں بھی تمہاری طرح ایک عورت ہوں۔ بہن! مگر تمہیں یہ لوگ کہاں سے اغوا کر کے لائے ہیں؟"

اُس عورت کا رنگ گورا تھا اور آواز میں کمزوری اور دہشت تھی۔ کہنے لگی۔

"مگر تمہیں تو انہوں نے تیر مار کر مار ڈالا تھا۔ پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم کیسے زندہ ہو گئیں۔ میں نے تمہیں اپنی آنکھوں سے تیر کھا کر گرتے دیکھا تھا"

کیٹی نے کہا۔

"میری بہن! میں نے مرنے کا بہانہ کیا تھا۔ تیر مجھے لگا نہیں تھا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ لوگ کون ہیں۔ اور یہاں کس لیے آئے ہیں"

عورت بولی۔

"مگر تم یہاں کیسے آگئی ہو۔ یہ تو بد روحوں کا صحرا ہے۔ میں تو تمہیں بھی کوئی بد روح سمجھی تھی"

کیٹی نے کہا۔

"میں بد روح نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح ایک عورت ہوں۔ میں صحرا میں سفر کر رہی تھی۔ کہ رات کو یہ جھونپڑا خالی دیکھ کر یہاں رک گئی۔ ٹھہرو میں تمہاری رسیاں کھولتی ہوں"

عورت نے مایوسی سے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے میری بہن! ان لوگوں کے آدمی صحرا میں چاروں طرف پہرے پر بیٹھے ہیں۔

وہ میرے ساتھ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میری خاطر اپنی جان مصیبت میں نہ ڈالو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"

کیٹی نے عورت کی رسیاں کھول دیں۔ اور کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایک عورت کو مصیبت میں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں کس لیے پکڑ کر لائے ہیں؟"

اس عورت نے کہا۔

"میرا نام راجکماری دامنی ہے۔ میں افریقہ کے ایک شہر کے راجہ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میں صبح صبح دریا پر سہیلیوں کے ساتھ اشنان کرنے آئی تھی کہ ان لوگوں نے مجھے اغوا کر لیا۔ یہ مجھے سارا دن جنگلوں میں لیے لیے پھرتے رہے۔ آخر یہاں لاکر رکھ دیا۔ یہ لوگ ڈاکو ہیں اور مجھے دیوی پر قربان کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جنگل میں قربانی میں جلانے والی خاص لکڑیاں لینے گئے ہیں"

کیٹی نے پوچھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ تمہیں دیوی پر قربان کرنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہتے رہیں؟"

راجکماری نے کہا۔

"مجھے ان کی باتوں سے پتہ چلا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے آدمی اس علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم میرے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ تم مجھے نہیں بچا سکو گی"

کیٹی نے کہا۔

"راجکمار دامنی! میرے ساتھ یہاں سے باہر چلو۔ میں تمہیں تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گی"

راجکماری نے حیرانی سے کیٹی کی طرف دیکھا۔ پھر بولی۔

"یہ ناممکن ہے۔ وہ لوگ تمہیں بھی پکڑ کر دیوی پر قربان کر دیں گے؟"

کیٹی نے کہا۔

"تم ان باتوں کو بھول جاؤ۔ آؤ میرے ساتھ انسان کو جان بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ زندگی خدا کی نعمت ہے۔"

کیٹی نے راجکماری کو ساتھ لیا۔ اور جھونپڑے سے باہر آئی۔ اس کا گھوڑا ابھی تک باہر ہی تھا۔ اس نے راجکماری گھوڑے پر بٹھایا۔ پھر خود اس کے ساتھ بیٹھی اور گھوڑے ایڑ لگا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا صحرا میں دوڑ رہا۔ مگر ریت کی وجہ سے اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں۔ تھیوسانگ، کیٹی کی جیب میں ہی تھا۔ راستے میں نے راجکماری کو اپنا نام بتا دیا۔ اور کہا کہ وہ اسے اس راجہ باپ کے پاس پہنچا کر پھر اپنے سفر پر جائے۔ کوئی ایک گھنٹہ صحرا میں سفر کرنے کے بعد ریت کا علاقہ ہو گیا۔ اور پھر وہی سنگلاخ میدان شروع ہو گئے۔ اب اندھیرے میں کہیں کہیں درخت بھی نظر آنے تھے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے پتھریلے ٹیلے بھی تھے۔

کیٹی کو محسوس ہوا کہ اسے اپنے گھوڑے ٹاپوں کے وہ کچھ اور آواز بھی آ رہی تھی۔ اس نے گھوم کر پیچھے دیکھا اسے دُور گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتے اپنے پیچھے آتے آئے۔ راجکماری نے جب انہیں دیکھا تو گھبرا کر بولی۔

"کیٹی بہن! وہ لوگ آ گئے ہیں۔ وہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے یہاں اتار کر تم اپنی جان بچاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے گھوڑے کی بھاگ ڈھیلی چھوڑ دی اور کہا۔
"راجکماری تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں اِن درندوں
کے حوالے نہیں کروں گی۔"
کیٹی بڑی تیزی سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہو
چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ اِ
اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ خطرہ یہ تھا کہ راجکماری پکڑی
گئی تو وہ زندہ نہ بچ سکے گی۔ کیٹی کی نگاہ ٹیلے میں جا
ایک غار میں پڑی۔ اس کو اور کچھ نہ سوجھا اور گھوڑے کو غا
کے اندر ڈال دیا۔ غار میں اندھیرا تھا گھوڑا اپنے جوش میں غار
آگے تک نکل گیا۔ اچانک غار میں کوئی پرندے پھڑ پھڑاتے
ہوئے اُڑے اور انہوں نے کیٹی اور اس کے گھوڑے او
راجکماری پر حملہ کر دیا۔ یہ خونخوار چمگادڑیں تھیں جو انسانوں او
جانوروں کا خون پی کر زندہ رہتی تھیں۔ وہ انسانوں اور ایک
گھوڑے کو غار میں آتے دیکھ کر چمگادڑوں نے اِن کا خون پی
کے لیے دھاوا بول دیا تھا۔
کیٹی نے گھوڑے پر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ راجکما
بھی اس کے ساتھ ہی غار کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ چمگاد
شور مچاتیں اِن کے جسموں سے چمٹنے کی کوشش کر رہی تھیں
کیٹی اپنے آپ کو اور راجکماری کو بچا رہی تھی کہ اسے تھیوسا

کی باریک مگر سیٹی ایسی تیز آواز سنائی دی۔
"کیٹی! مجھے چمگادڑ کی بو آ رہی ہے۔ مجھے باہر
نکال دو۔"
کیٹی نے جلدی سے تھیوسانگ کو جیب سے باہر نکال
دیا۔ تھیوسانگ جو کہ ایک چھوٹا سا چمگادڑ تھا مگر جس کا منہ
انسان کا تھا۔ جیب سے نکلتے ہی پھڑ پھڑا کر ہوا میں اُڑا
اور اس نے اپنے حلق سے اتنی زور کی سیٹی کی آواز نکالی
کر سارے چمگادڑ پیچھے ہٹ کر دیوار کی چھت سے جا کر
چمٹ گئے۔ تھیوسانگ چمگادڑ کو دیکھ کر اور اسکی تیز سیٹی کی
آواز میں یہ حکم سن کر کہ میں چمگادڑوں کا دیوتا ہوں۔ خبردار
ان لوگوں کو ہاتھ نہ لگانا وہ سب ڈر کر چھت کے ساتھ جا لگے
تھے۔ راجکماری حیران ہو کر کیٹی کو دیکھنے لگی۔
"تم نے اپنی جیب سے چمگادڑ نکال کر اُڑایا تھا
کیٹی؟"
کیٹی نے کہا۔
"خاموشی سے دیکھتی رہو۔ سوال مت کرو۔"
کیٹی اور راجکماری چھت کو دیکھ رہی تھیں۔ جہاں سارے
کے سارے خونخوار چمگادڑ الٹا لٹک گئے تھے۔ تھیوسانگ
چمگادڑ ان کے درمیان فضا میں تیز تیز اُڑ رہا تھا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں ان کی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یہ میری دوست ہیں۔ اگر کسی چمگادڑ نے ان کو ہاتھ لگایا تو میں اسے وہیں ہلاک کر دوں گا۔"

چمگادڑ ڈر گئے تھے۔ کیونکہ وہ پہلی بار ایک ایسے چ
کو دیکھ رہے تھے جس کا منہ انسان کا تھا۔ وہ اِ
چمگادڑوں کا دیوتا سمجھ بیٹھے تھے۔ تھیوسانگ نے
کہا۔

"میں تمہارا دیوتا تھیوسانگ چمگادڑ ہوں اور میرے پیچھے تم سب کے پیچھے دشمن لگے ہیں۔"

تھیوسانگ جانتا تھا کہ کیٹی کے پیچھے تینوں ڈاکو اس کا تعاقب کرتے اسی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس نے خو
پینے والی چمگادڑوں سے کہا۔

"تین آدمی گھوڑوں پر سوار غار کی طرف آ رہے ہیں۔ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ان کا غار میں داخل ہونے سے پہلے صفایا کر دو۔"

تمام چمگادڑوں نے اونچی آواز میں کہا "ایسا ہی ہوگا ہمارے دیوتا۔" تھیوسانگ لپک کر کیٹی کے پاس آگیا یہاں روشنی بہت ہی کم تھی۔ اس لیے راجکماری اچھی طرح

سے یہ نہ دیکھ سکی کہ تھیوسانگ کا چہرہ انسان کا ہے۔ وہ اسے کوئی چمگادڑ ہی سمجھ رہی تھی۔ تھیوسانگ نے کیٹی کے کان کے پاس جا کر کہا۔

"کیٹی! یہ خونی چمگادڑ تمہارے دشمن ڈاکوؤں کی خبر لینے جا رہے ہیں۔"

اور اس کے ساتھ ہی چمگادڑوں کا غول کا غول شور مچاتا۔ سنسنی خیز آوازیں نکالتا غار سے پھڑ پھڑاتا ہوا باہر نکل گیا ـــــــ باہر تینوں ڈاکو ابھی ابھی غار کے پاس پہنچے تھے۔ انہوں نے کیٹی کو غار میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ جونہی وہ گھوڑوں سے اتر کر غار میں داخل ہونے کے ارادے سے آگے بڑھے خونخوار چمگادڑیں ان پر ٹوٹ پڑیں۔ ڈاکوؤں نے تلواریں نکال لیں مگر چمگادڑوں نے سب سے پہلے ان کی آنکھوں پر حملہ کر کے آنکھیں نکال کر باہر پھینک دیں۔ تینوں خونی ڈاکو اندھے ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ اب چمگادڑیں ان کے جسموں سے چمٹ گئیں اور اپنی تھوتھنی کی لمبی سوئیاں ان کے جسموں میں چبھو دیں۔ اور تیزی سے خون پینا شروع کر دیا۔ ایک ایک ڈاکو کو پچاس ساٹھ چمگادڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ ڈاکو بوکھلا کر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے مگر چمگادڑوں نے دو سیکنڈ کے اندر اندر تینوں ڈاکوؤں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم میں سے سارا خون نکال کر پی لیا۔ تینوں ڈاکو ٹھنڈے مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اب اِن کے گھوڑوں کی باری تھی۔

راجکماری، کیٹی اور چمگادڑ تھیوسانگ غار کے باہر آ کر کھڑے یہ خونی تماشہ دیکھ رہے تھے۔ چمگادڑیں گھوڑوں پر حملہ کرنے گئیں تو تھیوسانگ نے سیٹی کی آواز میں انہیں حکم دیا۔

"صرف دو گھوڑوں کا خون پینا۔ ایک کو چھوڑ دینا"

چمگادڑوں نے تھیوسانگ چمگادڑ کا حکم مانتے ہوئے ایک گھوڑے کو چھوڑ دیا اور باقی گھوڑوں سے چمٹ گئیں۔ کیٹی نے لپک کر تیسرے گھوڑے کو پکڑ لیا اور اِسے غار میں اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا دیا۔ راجکماری خوف زدہ تھی کہ یہ کیسی چمگادڑ ہے کہ جس کا چہرہ انسانوں ایسا ہے مگر کیٹی نے اسے سوال پوچھنے سے منع کر دیا تھا۔

دیکھتے دیکھتے چمگادڑوں نے گھوڑوں کا بھی سارا خون پی لیا۔ اور واپس غار میں چلی گئیں۔ گھوڑے بھی سرد لاشیں بن کر زمین پر گر گئے تھے۔ غار میں آ کر کیٹی نے راجکماری کو بتایا کہ تھیوسانگ چمگادڑ نہیں ہے بلکہ اس کا دوست ہے اور انسان ہے مگر طلسم کی وجہ سے اس کی شکل انسانوں ایسی اور جسم

چمگادڑ کا بن گیا ہے۔ راجکماری بے حد حیرانی ہوئی۔ تھیوسانگ نے راجکماری سے اپنی باریک آواز میں کہا۔

"راجکماری! تم حیران نہ ہونا۔ میرا طلسم ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گا"

پھر تھیوسانگ نے کیٹی سے کہا۔

"کیٹی میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں اسی وقت یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے اِن ڈاکوؤں کے ساتھی اِن کی تلاش میں اِدھر آ جائیں"

کیٹی نے اس مشورے کو قبول کیا اور تھوڑی دیر بعد کیٹی اور راجکماری الگ الگ گھوڑوں پر بیٹھے ٹیلوں سے نکل کر ایک دریا کے کنارے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلی جا رہی تھیں۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے
قسط نمبر ۱۵۰ "سایوں کے جنازے" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے نام

پیارے انکل اے حمید سلام

دعا سلام کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ خداوند آپ کو خیریت سے رکھے۔ انکل اس ماہ کے ناول بہت ہی اچھے تھے۔ انکل میں ایک عیسائی لڑکا ہوں۔ پھر بھی میں آپ کو عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اور آپ کے گھر والوں کو بھی عید مبارک ہو۔ اور آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ لاہور کے امجد کے بارے میں بھی کہانی بن لکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی

کہانی کا خاص نمبر لکھ کر بھیجئے اور انکل جس میں امجد بھی ہو۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اب اجازت چاہتا ہوں اور میری طرف سے عنبر ناگ ماریا تھیوسانگ اور کیٹی کو سلام خط لکھنے والا گلفام،،

گلفام صاحب اپنا پتہ تو آپ نے لکھا ہی نہیں۔ اے حمید صاحب کو اپنا پتہ ضرور لکھیں۔

○

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

کہانیاں عنبر ناگ ماریا یعنی بچھو لڑکی، ویران مینار پڑھی بہت

مزہ آیا۔ میں نے پہلے بھی خط بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ آپ نے خلا کی جو سیریز شروع کی وہ تو سب کہانی زمین پر ہو رہی ہے آپ ماریا کو ایک طاقت اور دیں اس طرح کہ جب یہ ظاہر ہوگی تو یہ عنبر کی طرح ہوگی۔ آپ کہانیاں اچھی لکھ رہے ہیں۔ خلائی گھڑی کا قیدی کب شائع ہوگی کوئی پتہ نہیں۔ جلد شائع کریں کتنے سال ہو گئے ہیں۔

فقط والسلام

عمران خان ولد محمد اللہ خان حافظ انجینئرنگ ورکس نند تھل سینما بھکر ضلع بھکر

○

میرے پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

عرض یہ ہے ہمارے لیے پیارے پیارے ناول عنبر ناگ ماریا کے تحریر کرتے رہیں یہ ہمارے پورے گھر والے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہم ۱۴۷ ویں قسط پڑھ رہے ہیں جو آپ نے ابھی نئے ناول بھیجے ہیں۔ لائٹ ہاؤس کے ڈھانچے، بوتل میں بند ناگ، کیٹی سانپ کے آگے بہت ہی اچھے لگے ہیں۔

پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ ہمیں عنبر ناگ ماریا کیٹی تھیوسانگ کی تصویریں پیارے انکل اے حمید ضرور بھیجے گا۔ اس خط کا جواب ضرور دینا میرے پیارے انکل انکار مت کرنا۔ آپ کو قسم ہو عنبر ناگ ماریا کی تصویر ضرور بھیجئے گا ہمیں آپ کے اگلے ناول کا بہت شدید انتظار ہے فقط والسلام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محمد حنیف قلیٹ نمبر C-۴۴۹/۱۲-B کوئنز روڈ سکھر

پیارے انکل اے حمید صاحب۔ السلام علیکم

انکل ہم کو آپ سے بہت سی شکایتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کی کہانیاں "عنبر ناگ ماریا" سکھر میں بہت ہی دیر سے پہنچتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

انکل جب میں دوسری کلاس کا طالب علم تھا کہانیاں پڑھنی شروع کیں اور اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ انکل میرا ایک بھائی وحید ہے۔ وہ چوتھی کلاس میں پڑھتا ہے وہ بھی آپ کی کہانیاں پڑھتا ہے اور آپ کی بہت ہی تعریف کرتا ہے۔

انکل اس ماہ یعنی مئی کی کہانیاں ۱۷ تاریخ کو سکھر پہنچی ہیں۔ ذرا جلد بھیج دیا کریں۔ انکل اس ماہ کی کہانیوں میں "کیٹی سانپ کے آگے" میں صفحہ نمبر ۱۰۶ اور سطر ۶ پر یوں لکھا تھا "ناگ کو ماریا کی خوشبو آئی تو وہ بولا۔

ماریا! یہ تم ہو کیا؟

انکل ان دو سطروں نے ہمیں الجھا کر رکھ دیا۔ ہم نے سوچا کہ ناگ کو تو آنکھوں میں "درمت کال بوٹی" کا سرمہ لگا ہے وہ تو اسے دیکھ سکتا تھا۔

انکل ہمیں یادگار کے طور پر عنبر ناگ، ماریا کیٹی تھیوسانگ کی

تصویر اور اپنی ایک عدد تصویر عنایت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

آپ کی کہانیوں کا پرستار

اشفاق علی جمالی۔ کلاس آٹھویں اے گورنمنٹ کمپریہینسو ہائی اسکول بیراج کالونی سکھر۔

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

مجھے آپ کی پہلی کہانی مصر کی ملکہ پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت پسند آئی میں چھٹی جماعت کا امتحان دے چکا ہوں اور آپ کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے ساتویں جماعت میں ہو جاؤں گا۔ میں نے ابھی آپ کی پہلی کہانی پڑھی ہے دوستوں نے بھی آپ کی کہانیوں کی تعریف کی ہے آپ ایک مہربانی کریں کہ عنبر ناگ ماریا کو بھکر کے سفر پر روانہ کریں تو مہربانی ہوگی عنبر وغیرہ کو میرا مہمان بنانا ہوگا۔ کچھ لکھنا چاہتا ہوں معذرت کے ساتھ انکل آپ کہانی لکھنے سے پہلے یہ لکھ دیا کریں کہ پہلے پڑھائی اور نماز اور بعد میں کہانی پڑھیں آپ کی نصیحت بچے بہت جلدی مانیں گے کیونکہ امتحانوں میں بھی لڑکے آپ کی کہانی پڑھتے تھے اس لئے ان کی پڑھائی میں ہرج ہوتا ہے۔ میں نے امتحانوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی آپ کی شہرت سنی لیکن امتحانوں کے بعد پڑھنا
شروع کیا۔ شکریہ اجازت چاہتا ہوں خدا حافظ

محمد فیصل قریشی معرفت محمد اسحاق قریشی عقب تھل سینما گھر ضلع بکھر

جناب اے حمید صاحب السلام علیکم

میں ناگ عنبر اور ماریا کے ناول بہت دلچسپی سے
پڑھتا ہوں اور مجھے یہ ناول پڑھتے وقت بہت لطف آتا
ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے قصے کہانیاں لکھتے
ہیں حمید صاحب میں ایک دن لائبریری پر گیا تو وہاں سے
پوچھا کہ کوئی تاریخی ناول ہے تو انہوں نے مجھے ناگ
عنبر اور ماریا کی پہلی قسط مصر کی ملکہ دے دی۔ جب
میں نے وہ پڑھی تو مجھے بہت پسند آیا۔ اس دن
سے لے کر آج تک میں نے ناگ عنبر اور ماریا سے
ملاقات ہو تو میری طرف سے انہیں سلام پہنچا دیں۔
آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اے حمید صاحب ان تینوں
ماضی کے فنکاروں کی تصویریں بھی میری طرف بھیجیں۔
میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ آپ کی بڑی
مہربانی ہوگی اور میری طرف سے آپ کو اور آپ
کے گھر والوں کو اور ماضی کے تینوں فنکاروں کو دعا سلام
قبول ہو۔ والسلام آپ کا تابعدار

ضیاء محمد عرف ٹائیگر معرفت شیخ عبدالکریم روئی مشین والا نزد
صدف میڈیکوز نوشہرہ جدید۔ پشاور

محترم اے حمید صاحب! السلام علیکم

ویران بلنار اور بچھو لڑکی بہت پسند آئے آپ نے
کرداروں کو ایک جگہ کرتے کرتے پھر بکھیر دیا۔ آپ
سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ انہیں متحد کریں اس
کا موقع آپ کے ۱۵۰ ویں ناول میں مل جائے گا
پہلے خاص نمبر میں بھی آپ نے انہیں جمع نہیں کیا
جب کہ پچھلے تمام خاص نمبروں میں آپ انہیں جمع
کرتے رہے ہیں میں نے آپ کی توجہ صلیبی جنگوں کی
طرف کرائی تھی اور آپ نے لکھا تھا کہ ۱۳۴ ویں قسط
میں عنبر صلیبی جنگوں کے دور میں جائے گا لیکن ۱۴۱
قسط تک تو اس کا ذکر بھی نہیں آیا۔ اب ہم مسلمانوں
کو اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ اپنے اندر
اسلامی شعور بیدار کریں کیونکہ مسلمانوں کا استحصال اور
ان کے لئے جانبدار رویہ صدیوں سے دوسری قومیں
اپنائے ہوئے ہیں اور ان کی دولت اور ترقی دیکھ
کر مسلمان خاص طور پر نئی نسل ان سے مرعوب ہوتی جا
رہی ہے۔ ایسے وقت میں ہمیں سلطان صلاح الدین

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طارق زیاد محمود غزنوی اور یوسف بن تاشفین جیسے کردار یاد دلانے کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اندازہ کر سکیں کہ یہی قومیں جو ہمیں طعنے دیتی ہیں کس طرح ہمارے زیرِ نگیں اور لگان یافتہ رہ چکی ہیں اور پھر کس طرح ہمارے علمی ذخیرے پر قبضہ کر کے آج ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خدا حافظ

فہیم الزماں گلی نمبر ۱۳ کوارٹر نمبر ۳۱ سیکٹر بی۔ ۳۵ کورنگی کراچی

پیارے انکل اے حمید السلام علیکم

انکل جس طرح اب آپ نے دو کے بجائے تین ناول لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اسی طرح آپ تین کے بجائے چار ناول کب سے لکھنا شروع کریں گے کیونکہ جونہی آپ کے ناول بازار میں آتے ہیں تو میں بھاگا بھاگا جاتا ہوں کہ کہیں آپ کے ناول ختم نہ ہو جائیں۔ مگر جب ناول پڑھتا ہوں تو ایک دو دن میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بے چینی شروع ہو جاتی ہے کہ کب آپ کے ناول آئیں گے۔ انکل آپ نے جتنی بھی سیریز لکھی ہیں۔ مثلاً وہ پرانے قلعے کی قاتل۔ عمران ریحان اڈونچر وغیرہ، یہ سب بہت ہی مزیدار ہیں۔ انکل آپ خلائی گھڑی کا قیدی کب سے لکھنا شروع کر رہے ہیں۔ ہمیں اس ناول کا بے چینی سے انتظار ہے۔

اچھا اب اجازت دیں۔ خدا حافظ آپ کا پرانا قاری۔

حامد اظہر معرفت اظہر مجید مکان نمبر ۱۹۴ انڈس روڈ نمبر ۲ لالکرتی راولپنڈی۔

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلامیں

اے حمید

مکتبہ اقرأ

۱۵ عالم مارکیٹ، لاہور ۸